بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

Regd No. P 67

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۸
شمارہ ۳۱

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:
خورشید احمد

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۹ر وفاء (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں مری سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ۲۲ر وفاء تک حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ ۲۳ر وفاء کی اطلاع ہے کہ حضور کی طبیعت معدہ میں تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماتے آمین۔

⊛ — حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی طبیعت بھی ۱۷ سے بوجہ درد گردہ ناساز رہی ہے ۲۲ر کی اطلاع ہے کہ سیدہ ممدوحہ کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل و عاجل صحت عطا فرماتے آمین۔

ربوہ ۲۲ر وفاء۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب آج اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے انڈونیشیا روانہ ہو گئے۔ مکرم مرزا ادریس احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے سفر کو بابرکت کرے۔

قادیان ۲۹ر وفاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

مری میں حضرت اقدس کی ڈاک کا پتہ :- ٹوانہ ہاؤس۔ سنی بینک Sunny Bank۔ مری ہلز۔ (پاکستان)

۱۵ر جمادی الاول ۱۳۸۹ھ — ۳۱ر وفاء ۱۳۴۸ ہش — ۳۱ر جولائی ۱۹۶۹ء

جزیرہ مارشس میں تبلیغ اسلام

سارے ملک میں چوتھا سالانہ یوم التبلیغ کامیابی سے منایا گیا!

(رپورٹ مرسلہ مکرم قریشی محمد اسلم صاحب شاہد احمدیہ مسلم مشنری روز ہل مارشس)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مارشس کو گذشتہ چار سال سے علاوہ باقاعدہ انفرادی تبلیغ کے اجتماعی رنگ میں بھی سال میں ایک دن مقرر کر کے سارے ملک میں مقامی باشندوں کو بذریعہ لٹریچر و گفتگو پیغام حق پہنچانے کی سعادت اور توفیق مل رہی ہے۔ امسال ۱۵ر جون کا دن اس بابرکت اور نیک مقصد کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

تیاری یوم التبلیغ کو کامیابی اور صحیح خطوط پر منانے کے لئے ماہ مئی سے اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اوّل یہ کہ اس موقعہ کے لئے کثیر لٹریچر کی اشاعت کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ مفت تقسیم کے لئے فرنچ زبان میں دو پمفلٹس پچاس پچاس ہزار یعنی ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کئے گئے۔ ایک پمفلٹ کا عنوان ہے — One grande Benediction (ایک عظیم الشان خوشخبری) اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موعود اقوام عالم ہونا ثابت کیا گیا اور دوسرے پمفلٹ میں "جماعت احمدیہ کے عقائد" ہستی باری تعالیٰ، انبیاء، الہامی کتب اور موجودہ زمانہ میں ایک روحانی مصلح کی آمد کے بارے میں بیان کئے گئے۔ ان کے علاوہ چار اور کتابیں قیمتاً فروخت کرنے کے لئے فرنچ زبان میں شائع کی گئیں۔ پہلی کتاب "اسلام — موجودہ زمانہ کا علاج" کے عنوان سے شائع کی گئی۔ دوسری کتاب ۱۶ صفحات پر مشتمل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر "امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ" ۵ ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی۔ تیسری کتاب ۲۴ صفحات پر مشتمل "Mohammed ala Bible" (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم از روئے بائیبل) بھی ۵ ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی۔ چوتھے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآراء کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" کا فرنچ زبان میں دوسرا شاندار اور دیدہ زیب ایڈیشن ۲ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

یوم التبلیغ کی تیاری کے ضمن میں دوسرا کام یہ کیا گیا کہ سارے مارشس کو دس حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر حلقہ کے احباب اطفال۔ خدام اور انصار کی ڈیوٹی ان کے حلقہ کے مختلف دیہات اور شہروں میں لگا دی گئی۔ اور یوم التبلیغ سے پہلے ہر حلقہ کے انچارج کو لٹریچر برائے تقسیم و فروخت پہنچا دیا گیا۔ جس میں علاوہ تازہ شدہ لٹریچر کے پہلے سے موجود لٹریچر اور کتب بھی شامل تھیں جن میں علاوہ فرنچ زبان کی کتابوں کے ہندی۔ انگریزی۔ اردو تامل اور بعض چینی زبان کی کتب بھی شامل ہیں۔

یوم التبلیغ کو شاندار اور شایان شان طریق پر منانے کے لئے خاکسار نے احباب جماعت کو بذریعہ خطوط بھی متعدد مرتبہ توجہ دلائی۔ پبلسٹی کے لئے اخبارات میں اعلان بھی شائع ہوا۔ جملہ انتظامات کا آخری جائزہ لینے کے لئے مشنری انچارج صاحب نے خلافت ڈے کے موقعہ پر سیکرٹری صاحب تبلیغ مکرم کبا لی حسن صاحب کے ہمراہ مختلف مقامات کا دورہ کیا۔

یوم التبلیغ کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو خاص طور پر دعاؤں پر زور دینے کی تاکید کی گئی اور نماز تہجد باجماعت کا اہتمام کرنے کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ کئی دن تک سب جماعتوں کے دوستوں نے اپنی اپنی جگہ نماز تہجد باجماعت ادا کی اور یوم التبلیغ کی کامیابی کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے دعائیں کیں۔ حتیٰ کہ کشاں کشاں یوم التبلیغ آ پہنچا۔

۱۵ر جون یوم التبلیغ کی مفصل روئیداد

جس دن کے لئے احباب جماعت بہت دنوں سے تیاری کرتے چلے آرہے تھے بالآخر وہ دن آ پہنچا۔ سب مقامات پر بوقت نماز تہجد کے وقت جمع ہوئے۔ اُن میں بچے۔ نوجوان اور بوڑھے سبھی شامل تھے۔ سب سے بڑا اجتماع مرکزی احمدیہ مسجد دارالسلام روز ہل میں ہوا۔ نماز تہجد اور فجر میں سب نے اس تبلیغی جہاد میں کامیابی اور کامرانی کے لئے خوب گریہ و زاری سے دعائیں کیں۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر نے احباب سے مختصر خطاب کیا۔ اور یوم التبلیغ کے ضمن میں چند ایک ہدایات دیں کہ کہیں کوئی جھگڑے کی صورت نہ ہونے پاتے۔ اور اگر کوئی شخص سختی یا ترشی سے بھی پیش آئے تو بھی احباب صبر و تحمل سے کام لیں اور دعائیں کرتے ہوئے اس مبارک فریضہ کو انجام دیں۔ ۳۰- اطفال، خدام اور انصار روز ہل میں مصروف کار ہوئے اور ۷۰ افراد جن کی ڈیوٹی دیگر دیہات اور شہروں میں لگائی گئی تھی۔ وہ اپنے خرچ پر اپنی ڈیوٹی کی جگہوں پر روانہ ہو گئے۔

سارے ملک کے مقررہ دس حلقوں میں خدا کے فضل سے دن کا اکثر حصہ ۳۰۰- احمدی احباب جن میں بچے، نوجوان اور بوڑھے بھی شامل تھے نہایت درجہ خلوص، جذبۂ ایمان اور ولولۂ تبلیغ دل میں لئے لٹریچر کی تقسیم، فروخت زبانی پیغام حق پہنچانے میں مصروف رہے۔ ہم دونوں ہیڈ کوارٹر دارالسلام میں موجود رہے تاکہ اگر کسی کارکن کو مرکز سے کسی قسم کی امداد کی ضرورت ہو تو اُسے فوری طور پر پورا کیا جا سکے۔ روز ہل اور اس کے مضافات کی نگرانی اور کام کی رفتار کو دیکھنے کے لئے خاکسار (قریشی محمد اسلم) کو مقرر کیا گیا۔ چنانچہ خاکسار سہ پہر تک اپنے علاقہ کا چکر لگاتا رہا۔ یہ حقیقت ہے کہ جس فدائیت اور پیار اور محبت سے ایک بچے سے لے کر بوڑھے تک نے اس کام کو اپنی بساط کے مطابق انجام دیا۔ وہ بلاشبہ قابل رشک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے یہی واضح ثبوت کافی ہے کہ حضور کے الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" مارشس کے احمدی عملی تفسیر پیش کر رہے ہیں۔ مارشس دنیا کا کنارہ ہے اور مسیح محمدی کے شیدائی یہاں ہر گھر میں حضور کے پیغام کو پہنچانے میں مصروف ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۱ وفاء ۱۳۴۸ ہش

چاند پر انسان کا پہلا قدم

چاند پر انسان کو اتارے جانے کی جو مہم سائنس دان خلابازوں کی طرف سے جاری تھی بالآخر امریکہ کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اپالو نمبر ۱۱ نامی ایک امریکی خلائی جہاز میں سوار دو خلاباز ۲۰/۲۱ جولائی ۶۹ء کی درمیانی رات چاند کی سطح پر بسلامت اتر گئے۔ یہ خلائی جہاز کیپ کینیڈی (امریکہ) سے بتاریخ ۱۶ جولائی ۲½ لاکھ میل دور چاند کی طرف چھوڑا گیا تھا۔ خلائی جہاز تین حصوں پر مشتمل تھا۔ (۱) کمان ڈبہ جس میں تین خلاباز سوار تھے۔ (۲) سروس ڈبہ (۳) قمری ڈبہ جسے ایگل (عقاب) کا نام دیا گیا۔ خلائی جہاز جب چاند کے مدار میں پہنچا تو چاند کی سطح پر اترنے والے دونوں خلاباز سروس ڈبہ کے راستہ کمان ڈبہ سے قمری ڈبہ ایگل میں رینگ کر آ گئے۔ ۲۰ جولائی کو گیارہ بجے قمری ڈبہ اصل جہاز سے الگ ہو گیا اور چاند کی طرف بڑھنے لگا۔ جبکہ بقیہ جہاز جس میں خلاباز مائیکل کولنز سوار تھے قمری ڈبہ کی واپسی تک بدستور چاند کے گرد چکر لگاتا رہا۔

ایگل (قمری ڈبہ) دونوں خلابازوں کو لے کر ۲۰/۲۱ کی درمیانی رات ایک بج کر ۴۸ منٹ پر چاند کی سطح پر بسلامت اتر گیا۔ کنٹرول روم سے اجازت ملنے پر مقررہ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے کمانڈر آرم سٹرانگ نے قمری ڈبہ سے نکل کر چاند کی سطح پر پہلا قدم رکھا۔ اور ۲ گھنٹہ چودہ منٹ وہاں رہے۔ موصوف نے اطلاع دی کہ چاند کی مٹی بھربھرے کوئلے کی مانند ہے۔ ۲۰ منٹ بعد ان کے دوسرے ساتھی ایڈن ایلڈرن بھی چاند کی سطح پر اتر آئے اپنے قیام کے دوران دونوں نے چاند کی مٹی اور چٹانوں کے نمونے جمع کئے، کچھ سائنسی تجربات بھی کئے۔ امریکی جھنڈا اور سائنسی آلات نصب کئے۔ چاند کی اندرونی سطح کے متعلق بہت سی تصویریں ٹیلی ویژن کے ذریعہ زمین پر بھیجیں۔ وہاں کا آنکھوں دیکھا حال نشر کیا۔ صدر نکسن کے ساتھ ٹیلی فون پر بات چیت کی۔ چاند پر قیام کے دوران زمین کے ساتھ ان کا رابطہ برابر قائم رہا۔ اور وائس آف امریکہ کی وساطت سے دنیا کے کروڑوں آدمیوں نے چاند میں حضرت انسان کے پہلی بار قدم رکھنے کا حال عین اسی طرح سنا جس طرح کسی کرکٹ میچ کی کامنٹری سنی جاتی ہے۔

امریکی خلابازوں کو چاند تک پہنچنے میں ۱۰۲ گھنٹے ۴۵ منٹ، ۴۲ سیکنڈ لگے۔ ۲۱/۲۲ جولائی کی رات کو قمری ڈبہ (ایگل) دونوں خلابازوں سمیت چاند کی سطح سے اڑ کر چاند کے گرد گھومنے والے حصہ جہاز کے پاس چکر لگاتا ہوا پہنچ گیا۔ اور کمال ہنرمندی سے اس کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ زمین کی طرف خلائی جہاز کی واپسی شروع ہوئی۔ تینوں خلاباز سروس ڈبہ کے رستہ ایگل (قمری ڈبہ) سے کمان ڈبہ میں مع اپنے جملہ سامان کے منتقل ہو گئے۔ قمری ڈبہ کو جہاز سے الگ کر دیا گیا جو چاند کی کشش سے آہستہ آہستہ چاند کی سطح پر واپس جا گرا۔ خلائی جہاز برق رفتاری سے نیچے اترتا چلا آیا۔ سفر کے آغاز سے نویں روز بتاریخ ۲۴ جولائی رات کے وقت اترنے سے پہلے سروس ڈبہ کو بھی کمان ڈبہ سے الگ کر دیا گیا۔ تینوں خلاباز ۶ میٹر لمبے کمان ڈبہ میں مع اپنے سامان کے سمٹ گئے۔ یہ ڈبہ ۲۴/۷/۶۹ کو رات دس بجکر ۲۰ منٹ پر پیراشوٹ کے ذریعہ بحرالکاہل میں اتر گیا۔ جہاں سے ہیلی کوپٹر کے ذریعہ اٹھا کر محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا۔ اس طرح امریکی خلابازوں کا زمین سے ۲½ لاکھ میل دور چاند پر اترنا۔ کچھ وقت وہاں ٹھہر کر بسلامت واپس زمین پر آجانا ایک قابلِ تعریف کارنامہ ہے جو دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ اس واقعہ کے ذریعہ چاند پر انسان کا سب سے پہلا قدم پڑا۔

چاند پر انسان کا اترنا اور پھر صحیح سلامت واپس آجانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں۔ اب سے ۲۰/۲۵ برس پہلے تک کوئی شخص بھی اس بات کا یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا ہو جائے گا مگر انسان کی مشقت پسند، مہم جو طبیعت نے ناممکن بات کو ممکن بنا کر دکھا دیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اہلیت بخشی ہے۔ اگر وہ عزم اور ہمت کر کے آگے بڑھے تو ایسے ایسے کام انجام دے سکتا ہے جس پر دنیا حیران و ششدر رہ جائے۔ ❁ —— بصیرت کی نگاہ رکھنے والوں کے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔ ایک بڑی مہم کا ہیرو کہلانے، دنیا میں نام پانے اور سب طرف سے دادِ تحسین حاصل کرنے کے علاوہ اس واقعہ کا ایک روحانی پہلو بھی ہے۔ اسی کی خاطر ہم نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے درج کیا ہے۔

قرآن کریم جو عالم الغیب خدا کی طرف سے نازل ہوا اخبار غیبیہ سے بھرا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اس زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی غیبی خبریں اس کثرت اور تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں کہ ان پر غور کر کے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس تازہ واقعہ سے قرآن کریم کے اس بیان کی صداقت بہت صفائی سے ثابت ہو جاتی ہے جس میں فرمایا کہ —— "وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ" (سورۃ انشقاق آیت ۴) ایک وقت آئیگا جب زمین پھیلا دی جائیگی۔ یعنی اس زمانہ میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ بہت سے کُرّے جو بظاہر آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصہ ہیں۔ جیسے چاند اور مریخ وغیرہ۔ چنانچہ چاند کے حالیہ سفر نے اس بات کو تجرباتی پہلو سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اگرچہ اس کی مزید تفصیلات تو اس وقت منصۂ شہود میں آئیں گی، جب چاند سے لائی گئی مٹی اور چٹانوں کی جانچ پرکھ کا کام مکمل ہو گا۔ تاہم اب تک کی موصولہ اطلاعات پر بنیاد رکھ کر امریکہ کے مشہور سائنس دان مسٹر ہنری ایس کوپر نے کہا ہے کہ:-

"اب بہت سے سائنس دان اس رائے کے ہو گئے ہیں کہ زمین کے گرد گھومنے والا چاند کا ذیلی سیارہ کوئی الگ سیارہ نہیں بلکہ یہ زمین ہی کا حصہ ہے۔ زمین اور چاند ایک دوہرے سیارہ کے روپ میں وجود میں آئے۔" (پرتاپ ۲۳/۷/۶۹ ص ۳)

—— ⁘ —— ⁘ —— ⁘ ——

علاوہ ازیں مغربی اقوام جنہیں مذہبی زبان میں یاجوج ماجوج کے نام سے پکارا گیا ہے قریب زمانہ میں خلا کی تسخیر کے لئے جس قسم کے راکٹ فضاءِ آسمانی میں بھیج کر چاند ستاروں میں پہنچنے اور ان میں اثر و نفوذ حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں ان کی ظاہری شکل و صورت کامل طور پر تیروں سے ملتی جلتی ہے احادیث میں آتا ہے کہ جب یاجوج ماجوج زمین پر اپنا تسلط جما کر تباہی کے سامان مکمل کر لیں گے تو اپنے تیروں کا رُخ آسمان کی طرف پھیر دیں گے۔ تب اُن کے تیر خون آلود ہو کر زمین پر لوٹیں گے۔ کچھ بعید نہیں کہ اس نبوی پیشگوئی کے مطابق راکٹ بازی کا نقطۂ عروج چاند وغیرہ کسی بلند مقام سے زمین والوں پر ہلاکت آفریں بوچھاڑ کی شکل میں ظاہر ہو۔ (اعاذنا اللہ)

یاجوج ماجوج کے حیرت انگیز اثر و نفوذ۔ اُن کی بے نظیر قوت و شوکت کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ —— لایدان لاحدٍ لقتالهما —— کہ ان دونوں کے مقابلہ کی کسی میں تاب نہ ہو گی۔ یہ مادی مقابلہ کا بیان ہے۔ دینی اور روحانی پہلو سے مسیح موعود اور اس کی جماعت کی دعاؤں اور خدا تعالیٰ کی قدرت سے ایسے سامان ظاہر ہوتے بتائے گئے ہیں کہ یہ دونوں دھڑے آپس میں اُلجھ کر ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان کے اسی طرح کے عبرتناک انجام کا ذکر قرآن کریم کی سورت لَهَب میں بڑے ہی جامع رنگ میں کیا گیا ہے۔ جو دوست اس کا تفصیلی علم حاصل کرنا چاہیں وہ تفسیر کبیر سے اس حصہ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس جگہ واضح کیا گیا ہے کہ حدیث نبوی میں یاجوج ماجوج کے جن دو ہاتھوں کو مادی طاقت کے ذریعہ ناقابلِ تسخیر قرار دیا گیا ہے سورۃ لہب کی پہلی آیت کریمہ کے الفاظ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ میں خدا تعالیٰ کی قدرت سے انہی ہاتھوں کی ہلاکت و بربادی کی خبر دی گئی ہے جو ان اقوام کے عبرتناک انجام کی طرف واضح اشارہ ہے۔

الغرض بائیبل۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں یاجوج ماجوج کی ترقیات اور ان کے ذریعہ ظاہر ہونے والی محیر العقول ایجادوں اور انقلابات زمانہ کے بارے میں جو عظیم الشان خبریں مدتوں پہلے بیان ہوئیں، اس زمانہ میں ایک ایک کر کے پوری ہوتی نظر آرہی ہیں۔ یہ تو بات کا صرف ایک پہلو ہے۔ اب اس کے دوسرے اہم اور ضروری پہلو پر بھی نظر کریں۔

حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عجیب و غریب زمانہ میں ایک روحانی وجود کے ظاہر ہونے کی خبر بھی دی ہے۔ جسے مقدس زبان نبوی میں مسیح موعود و مہدی معہود کے مبارک ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر ایک طرف شیطانی تحریکات کا زور ہو گا اور انسان کو خدا سے دور لے جانے اور اس سے متنفر و بیزار کرنے والے ہولناک فتنے برپا ہوں گے اور سائنس اور فلسفہ کے نام سے مذہب سے بدظن کیا جائے گا تو ایسے ہی وقت میں زندہ خدا کی تجلی رحمت کے رنگ میں بھی ظاہر ہو گی۔ اور عین اس تاریک و تار زمانہ میں روحانی قدروں کو اُجاگر کرنے کے لئے خدا کا مامور اور مرسل آئے گا۔

اس اہم نکتہ کو پیش نظر رکھ کر جو شخص بھی جملہ مذاہب عالم کی مقدس کتب کا مطالعہ کرے گا وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ سبھی مذاہب میں ایک طرف اپنے اپنے رنگ میں ایسے ہولناک زمانہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے تو دوسری طرف کسی نہ کسی روحانی مصلح کے آنے کی بھی امید دلائی گئی ہے۔ چونکہ اسلام سب مذاہب کے آخر میں آیا اور قائم رہنے والی اگلی پچھلی جملہ تعلیمات اس میں شامل کر دی گئی ہیں، اب نوعِ انسان کے لئے اسلام ہی زندہ اور دنیا تمام مذہب ہے اس لئے ضروری تھا کہ اس زمانہ میں ظاہر ہونے والا تمام اقوام کا روحانی موعود بھی اسلامی جامہ میں آتا جو درحقیقت سبھی کا یکجائی روپ ہے۔ اسی لئے اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے موعودِ اقوام عالم سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْأَنْبِيَاءِ کہہ کر پکارا گیا اور قرآن کریم میں بھی وَإِذَا الرُّسُلُ

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی سچی حقیقی اور خالص عبادت کیلئے پیدا کیا ہے

عبادت کا دسواں تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے تمام فیصلوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت اور اس کی رضا پر رکھیں

عبادت کا گیارہواں تقاضا یہ ہے کہ بدلہ لینے اور بدلہ دینے کے معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ر ہجرت ۱۳۴۸ہش ۲ر مئی ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاريات ۵۶، ۵۷)

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البيّنة)

اس کے بعد فرمایا:-

پچھلے خطبات میں میں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی سچی

حقیقی اور خالص عبادت

کے لئے پیدا کیا ہے اس لئے اصولاً انہیں ایک ہی حکم دیا گیا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے غیر کی پرستش نہ کرو۔ شریعت کی ساری تعلیم اور ہدایت، اس کے سب احکام اور نواہی اسی مرکزی نقطہ کے گرد گھومتے ہیں اور عبادت کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے اس فقرہ میں بیان کی ہے کہ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ دین کے مختلف معانی حقیقی عبادت کے مختلف تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس وقت تک میں نو تقاضوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں

دین کے دسویں معنے

جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں تمنا یا فیصلہ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری زندگیاں ایک نقطۂ نگاہ سے فیصلوں کے گٹھڑ ہیں۔ ہم صبح سے لے کر شام تک بیسیوں سینکڑوں بلکہ بعض دفعہ ہزاروں فیصلے کرتے ہیں۔ ہم اپنے متعلق بھی فیصلے کرتے ہیں مثلاً ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا ہم نے اپنے اوقات کو گپ شپ میں خرچ کرنا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کو معمور کرنا ہے۔ ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آج کے مختلف کاموں کو کون اوقات میں کرنا ہے۔ مجھے قریباً ہر روز سوچ کر یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ میں نے اپنے کاموں کو کس پروگرام کے ماتحت کرنا ہے۔ مثلاً ڈاک میں فلاں وقت دیکھ سکتا ہوں اس لئے میں ڈاک اس وقت دیکھوں گا یا فلاں کام فلاں وقت کروں گا۔ بعض وقت دوست بے وقت ملنے کے لئے آجاتے ہیں اور میرا سارا پروگرام درہم برہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی میں اپنی مرضی کرتا ہوں اور کبھی ان کی بات مان لیتا ہوں۔ بہرحال مجھے ہر روز اپنے کاموں کے متعلق فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور آپ میں سے ہر ایک کو بھی ہر روز کچھ فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ چاہے انسان کو احساس ہو یا نہ ہو لیکن انسان کا دماغ فیصلے کرتا ہے۔ مثلاً انسان اصولی طور پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں، اپنے اقربا اور ان لوگوں سے جو اس پر انحصار رکھتے ہیں اور وہ ان کا راعی ہے کس قسم کا سلوک کرے۔ بعض لوگ اپنی طبیعت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر ان کی طبیعت میں سختی ہے تو ان کا سلوک سخت ہوتا ہے۔ اگر ان کی طبیعت میں ضرورت سے زیادہ نرمی ہے تو ان کا سلوک اپنے لواحقین سے ضرورت سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ اور وہ ان کی تربیت کو نظر انداز کرنے والے بن جاتے ہیں۔

اسی طرح ہم

اپنے ہمسایوں کے متعلق

بعض فیصلے کرتے ہیں مثلاً ایک شخص یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میرے ہمسائے کا مجھ پر بڑا حق ہے اس کی ہر ضرورت کو میں اسی طرح پورا کروں گا جس طرح میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی ضرورتوں کو پورا کروں گا۔ بعض لوگ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمسائے نے مصیبت ڈال رکھی ہے۔ آج یہ چیز لینے آگیا دس دن کے بعد دوسری ضرورت کو بیان کر دیا اور کسی چیز کا مطالبہ کر دیا۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ قیمت کے لحاظ سے شاید مہینہ بھر کے مطالبات چند پیسوں کے ہوں لیکن چونکہ ان کی طبیعتوں کا رجحان اس طرف ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے ہمسایوں کو اس بات کی اجازت نہیں دینی کہ وہ ہمیں ہر روز تنگ کرتے رہیں اس لئے وہ ان سے وہ سلوک نہیں کرتے جو وہ ان سے اس صورت میں کرتے کہ ان کے فیصلے مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے مطابق ہوں۔ اور اگر ان کا فیصلہ ان احکام کے مطابق ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے دئے ہیں تو ان کا سلوک اور ہوتا۔ اور ان کے احساسات اور جذبات یہ ہوتے کہ

اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا فضل

کیا ہے کہ ہمارے ہمسائے کو ایک دھیلہ یا دو پیسہ کی ضرورت پیدا کر دی اور اس طرح اس نے ہمارے لئے ایک عظیم ثواب کا سامان پیدا کر دیا۔ وہ اس رنگ میں بھی سوچ سکتے ہیں اور اپنے فیصلے کر سکتے ہیں۔

غرض ایک نقطۂ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگیاں فیصلے ہی فیصلے ہیں وہ فیصلوں کا مجموعہ ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح روئی کی گانٹھیں بنا دی جاتی ہیں۔ [illegible] روئی کے ریشے ان کے اندر آجاتے ہیں ہماری زندگی کے فیصلوں کی ہر روز ایک بیل (Bale) یعنی گانٹھ بنتی رہتی ہے۔ وہ فیصلے وقت کے پریس میں دبتے جاتے ہیں اور شام کو ہم معمولی سی گٹھڑی [illegible] فیصلوں کی بناتے ہیں۔ حالانکہ [illegible] اسی

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مناجات

کشتیٔ اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے
اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

مجھ کو دے اک فوقِ عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار

وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار

❊

طرح بے شمار فیصلے ہوتے ہیں جیسے روئی کی گانٹھ میں بے شمار ریشے ہوتے ہیں۔ ہمارا دن فیصلے کرتے ہوئے گزرجاتا ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم

ان فیصلوں کی بنیاد دو چیزوں پر

رکھ سکتے ہو۔ ایک میری محبت اطاعت اور میری رضا کی جستجو پر اور دوسرے اپنی مرضی پر۔ اگر تم اپنے فیصلوں کی بنیاد اپنی مرضی پر رکھو گے یا اللہ کے سوا کسی اور کی مرضی پر رکھو گے تو تم اللہ تعالیٰ کی پرستش اور عبادت کا حق ادا نہیں کر رہے ہو گے۔ اگر تم اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کرنا چاہتے ہو، اگر تم عبادت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنے فیصلے کو خالصتہً للہ بنانا پڑے گا۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم مشرک بن جاؤ گے۔ دہریہ بن جاؤ گے تم اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے نہیں ہو گے۔

پس اَلَّذِیْنَ الْقَضَاءُ کے معنی قضا کے ہیں۔ اور قضا کا لفظ دو موٹے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک تو یہ لفظ حکم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور دوسرے یہ قضا کے فیصلوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں ہم یہ دونوں معنی لے سکتے ہیں بہر حال ایک معنی قضا کے حکم دینا، اپنے یا غیر کے متعلق فیصلہ کرنا یا ہدایت دینا یا ڈائریکٹو دینا ہے۔ ان لوگوں کو جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور جن کو ہدایت دینا ہمارا فرض ہے۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر ہے پرنسپل ہے، گھر کا مالک ہے، محلہ کا عہدہ دار ہے۔ ان سب کو یہ حکم ہے کہ جب کوئی فیصلہ کرنے لگو تو اس بات کا خیال رکھو کہ تمہارے فیصلے کی بنیاد احکام الٰہی پر ہو۔ اس کے بغیر تمہارا عبادت کا دعویٰ غلط ہو گا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں

خدائے واحد و یگانہ کی عبادت

کرتا ہوں اور کسی کی پرستش نہیں کرتا لیکن جس وقت محلہ میں کوئی ہدایت دینی ہو یا کوئی حکم جاری کرنا ہو تو وہ تعصب اور حسد سے کام لیتا ہے۔ اور اگر کوئی پریذیڈنٹ تکبر حسد یا تعصب کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے تو خدائے واحد کی عبادت کیسی کہ اس نے خدا کے لئے اس چیز کا بھی خیال نہیں رکھا کہ وہ تعصبات سے پاک ہو کر اور حسد کو کلی طور پر اپنے خیالات سے باہر پھینک کر اپنے فیصلے کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خواہ فیصلہ حکم، ہدایت، یا ڈائریکٹو کی شکل میں ہو جو ایک قاضی باہم جھگڑوں میں کرتا ہے وہ فیصلہ خالصتہً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فیصلہ

اللہ کے احکام اور اس کی ہدایات کے ماتحت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو

قرآن کریم کے مطالعہ سے اس معنی کے لحاظ سے قضا کے جو بعض پہلو نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں سے مثلاً ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ اسراء میں فرماتا ہے وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (آیت ۲۴) ہم نے فیصلے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کے ماتحت کرنے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر قسم کے شرک سے بچا جائے۔ اس کے بغیر حقوق اللہ ادا نہیں ہو سکتے۔ انسان ایک چیز کے حصول میں بڑا پیسہ خرچ کرتا ہے اور بعض دفعہ ناجائز خرچ بھی کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ سمجھنے لگتا ہے کہ میں اپنے پیسے خرچ کرنے کی وجہ سے اور اپنے مال کی بدولت اپنے مقصود کو حاصل کر لوں گا اور نہیں جانتا کہ اس مال پر بھی اللہ کا تصرف۔ اس کا فیصلہ اور اس کی قضا جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑے انعام کرتا ہے

اور بے شمار انعام ایسے ہیں کہ وہ جب کرتا ہے تو انہیں واپس نہیں لیتا لیکن بعض انعامات کو وہ واپس لیتا ہے تاکہ بندہ یہ نہ بھول جائے کہ جو انعامات اس سے چھینے گئے ہیں وہ اس کی کسی خوبی یا اس کی کسی عزت یا اس کی کسی طاقت کی وجہ سے نہیں چھینے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہی وہ چیزیں اس کے پاس رہنے دی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ انسان کو بچے دیتا ہے اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ بعض استثناء ہیں۔ ہر خاوند اور بیوی کو وہ بچے دیتا ہے۔ اس کا یہی قانون ہے۔ خدا کہتا ہے کہ بچوں کے متعلق جو تم فیصلہ کرو۔ جو بھی Decision تم لو وہ خالصتہً میری رضا کے لئے ہو۔ میری محبت میں ہو اور میری اطاعت کے لئے ہو۔ ماں کہتی ہے بچے پر دین کا زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ بیچارے کو تکلیف ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ بچہ میرا تھا میں اسے واپس لے لیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسے وفات دے دیتا ہے۔ پھر ماں وہاں بھی ناشکری کرتی ہے وہ پیٹنا شروع کر دیتی ہے۔ لیکن نیک ہیں تیمارداری میں اور علاج میں پورا زور لگا سکے لیکن جب

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

صادر ہو جاتا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کہہ کر بشاشت کے ساتھ کھڑی ہو جاتی ہیں۔ یہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے والے ماں اور باپ وہ ہیں کہ جب وہ بچے کے متعلق فیصلے کر رہے ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے فیصلے کر رہے ہوں گے۔ ان کو پتہ ہے کہ یہ خدا کا انعام ہے۔ ہمارا اس پر زور نہیں وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ اس لئے جو خدا کی چیز ہے اس کو

خدا کی محبت میں محو

اور اس کے نور سے منور رکھنا ضروری ہے وہ اس کی اس رنگ میں تربیت کرتا ہے لیکن جو لوگ اس رنگ میں بچوں کی تربیت نہیں کرتے وہ دراصل شرک اور کفر کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ ہے ہم اسے تکلیف کیوں دیں۔ خدا کہتا ہے یہ میرا بندہ ہے میری بندگی کے لئے اسے تیار کرو اور میری راہ میں مشقتیں برداشت کرنے کی اسے عادت ڈالو۔

لیکن ماں باپ کا فیصلہ الٰہی فیصلہ کے خلاف ہو جاتا ہے۔ تب اس بندہ کو جھنجھوڑ کر جگانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک دوسری قضا آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس دنیا سے اسے اٹھا لیتی ہے۔ اسی طرح اموال ہیں یا دوسری چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ انعام کے طور پر اپنے بندوں کو دیتا ہے جب بندہ ان کی قدر نہیں کرتا۔ جب بندہ

اللہ تعالیٰ کی حقیقی عبادت

پر قائم نہیں رہتا۔ جب بندہ ان انعامات کو اپنے علم یا اپنے زور یا اپنی فراست یا اپنے تجربہ یا اپنے مال کا نتیجہ سمجھتا ہے تو خدا کہتا ہے تم غلطی پر ہو۔ یہ میرا انعام تھا۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ تمہارے کسی زور یا تجربہ یا محنت یا علم کے نتیجہ میں تمہیں ملا ہے تو دیکھو میں ایک اور فیصلہ صادر کرتا ہوں اور یہ مال تم سے چھین لیتا ہوں وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ) مومنوں کا امتحان ہوتا ہے۔ کمزوروں کی کمزوری دور کرنے کا طریق اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ انہیں آزماتا ہے دیکھو اب گندم تیار تھی

زمیندار بڑے خوش تھے

کہ بڑی اچھی فصل ہے حکومت کا خیال تھا کہ شاید پچھلے سال سے دس لاکھ ٹن گندم زیادہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ گندم دینا یا گندم کو روک لینا میرے اختیار میں ہے۔ بیشک تمہاری محنتوں کا دیں، اور تمہارے نئے بیج استعمال کئے گئے۔ اور یہ ٹھیک ہے کہ

یہ چیزیں میرے دئے ہوئے علم کے مطابق پیدا کی گئی ہیں لیکن ان کا نتیجہ نکالنا بھی اسی طرح میرے ہاتھ میں ہے جس طرح ان چیزوں کا بنا لینا میرے دئے ہوئے علم کے نتیجہ میں ہے۔ میری پیدا کی ہوئی اشیاء کے نتیجہ میں ہے۔ "لا شیئی" "محض" سے کوئی یہ چیزیں پیدا نہیں کر سکتا۔ ویکیم Vacum اور خلا میں سے تو کوئی کوئی چیز نہیں پیدا کر سکتا۔ ہاں خدا کی پیدا کردہ مختلف اشیاء کی شکلیں بدلنے کا اس کو اختیار دیا گیا ہے اور اس قانون کے مطابق اختیار دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے وضع کیا ہے۔ اور جس قانون کو انسان نہیں بدل سکتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کو استعمال کرنے کے بعد انسان

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اشیاء

سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو وہ فخر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے علم اپنے زور اپنے تجربہ اور انویسٹمنٹ Investment یعنی سرمایہ لگانے کے نتیجہ میں کھاد بنائی۔ میں نے ٹیوب ویل لگائے ہیں میں نے نئے بیج نکالے اور اب ان چیزوں کے نتیجہ میں مجھے بڑی مقدار میں گندم مل جائے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں ہے کہ میں جس رنگ میں چاہوں نتیجہ نکالوں۔ چند دن ہوئے میرا اندازہ ہے کہ پندرہ بیس منٹ کے لئے ژالہ باری ہوئی اور بعض زمینداروں کے کھیت اس طرح صاف ہو گئے کہ گویا وہاں گندم بوئی ہی نہ گئی تھی۔ پھر کسی کا روپیہ میں سے بارہ آنے نقصان ہوا کسی کا آٹھ آنے نقصان ہوا۔ کسی کا چار آنے نقصان ہوا۔ بہر حال

اللہ تعالیٰ کی جو مرضی تھی وہ پوری ہوئی

اور جب وہ مرضی پوری ہوئی تو بعض بندوں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ خدا کے فیصلہ اور منشا اور اس کے ارادے کے بغیر تو کوئی چیز ہوتی نہیں اور یہ چیز اس کی تھی۔ اس نے واپس لے لی۔ ایک ہاتھ سے اس نے یہ چیز ہمارے ہاتھ میں پکڑائی اور دوسرے ہاتھ سے واپس لے لی اور کہا میں تمہاری آزمائش کروں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تم یہ چیز میری سمجھتے ہو یا اپنی سمجھتے ہو۔ چنانچہ اس نے کسی سے تو روپیہ کا روپیہ واپس لے لیا کسی سے روپیہ میں سے بارہ آنے واپس لے لئے کسی سے اٹھنی واپس لے لی۔ کسی سے چونی واپس لے لی اور کسی سے دونی واپس لے لی۔ پھر دیکھا کہ ان کا

ردِّ عمل کیا ہے۔ کیا ان کے ہونٹ لٹکتے اور پھڑپھڑاتے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں یا وہ بشاشت کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر الحمد للہ پڑھتے ہیں۔ اگر وہ دوسرا طریق اختیار کرتے ہیں تو وہ حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کی عبادت میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔ لیکن جو لوگ شکوہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا حق ہم سے چھین لیا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جو کچھ ہمیں ملا وہ بھی تو ہمارا حق نہ تھا۔ وہ بھی خدا کی چیز تھی اور اس نے ہمیں اپنے فضل اور انعام کے طور پر دی تھی

ان کی عبادت حقیقی نہیں

وہ شرک میں مبتلا ہیں۔ غرض جو چیزیں ہم سے چھینی جاتی ہیں ان کے متعلق بھی ہمارا ایک ردِّ عمل ہوگا اور جو چیز باقی رہ جاتی ہے اس کے متعلق بھی ہم فیصلہ کرتے ہیں اب اگر کوئی یہ فیصلہ کرے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ظلم سے زبردستی چھین لیا ہے اور جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کروں گا۔ تو ایسا آدمی بڑا احمق ہے کیونکہ جو کچھ رہ گیا ہے اس پر بھی تو دیوالی آ سکتا ہے۔ اس پر بھی تو

ہلاکت کی آندھیاں چل سکتی ہیں

اس پر بھی تو تباہی آ سکتی ہے یا اس کے نتیجہ میں اس کے گھر میں بیماری پیدا ہو سکتی ہے اگر خدا کا یہی منشاء ہو تو۔ مثلاً باغ کا مالک بڑے فخر سے پھل توڑ کر لاتا ہے اور اس کے پھل کے اندر خدا تعالیٰ نے بیماری کے کیڑے پیدا کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ پھل چھپا کر گھر لاتا ہے کہ رستہ میں اسے کوئی غریب اور محتاج نہ مل جائے کہ اسے وہ پھل دینا پڑے اور گھر آ کر بچوں کو کہتا ہے میں تمہارے لئے یہ پھل چھپا کر لایا ہوں آؤ اسے کھاؤ۔ بچے وہ پھل کھاتے ہیں اور بیمار ہو جاتے ہیں اور بعض ان میں سے مر بھی جاتے ہیں کیونکہ اس پھل میں بیماری کے کیڑے تھے اور جن لوگوں سے وہ پھل چھپا کر لاتا تھا وہ اس بیماری سے بچ جاتے ہیں پس اگر پھل میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے یا بیچے ہیں کچھ ان میں سے خدا نے لے لئے اور کچھ باقی رہ گئے ہیں۔ اگر مال میں سے کچھ حصہ خدا تعالیٰ نے لے لیا ہے اور کچھ باقی رہ گیا ہے یا جسمانی طاقت میں سے کچھ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے اور کچھ باقی رہ جاتی ہے تو یہ بھی خدا تعالیٰ کا انعام ہے۔ ایک عزیز مجھے ملنے کے لئے آیا وہ بہت مستعد، چُست اور چوبیس گھنٹے کام کرنے والا نوجوان تھا اور بڑا مخلص تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا امتحان لیا اور اس کو بیمار کر دیا۔ اپنڈے سائیٹس کا دورہ اسے ہوا جس کا اپریشن ہوا۔ کل وہ مجھے ملنے آیا تو اس کا حلیہ بالکل بدلا ہوا تھا۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کے لئے دعا بھی کی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ

جسمانی طاقت بھی

واپس لے لیتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے میری ساری طاقت اور قوت چھیننا چاہتا تھا میں بڑا چالاک ہوں میں نے یُخَادِعُونَ اللّٰہ کے ماتحت (یعنی وہ سمجھتا ہے کہ میں خدا کو دھوکہ دے رہا ہوں) چالاکی کر کے کچھ طاقت اپنی بچالی ہے۔ نعوذ باللہ۔ تو اس سے بڑھ کر اور کوئی حماقت نہیں ہو سکتی۔ جو طاقت باقی رہ گئی وہ بھی

خدا کی دین اور اس کا انعام

ہے۔ اس پر بھی الحمد للہ پڑھنی چاہیئے تا کہ جو کمی پیدا ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے اللہ تعالیٰ پھر اپنا فضل کرے

غرض اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔ اور بڑا احمق اور بدبخت ہے وہ شخص جو یہ سمجھنے لگے کہ آدھا حکم خدا کا چلتا ہے اور آدھا میرا چلے گا۔ حکم خدا کا ہی چلے گا اسی لئے ہمیں خدا نے کہا اس نے ہمیں تنبیہ کر دی اور ہمیں یہ ہدایت دے دی تا کہ ہم اس کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن سکیں کہ جب تم نے Decision لینے ہوں۔ جب تم نے فیصلے کرنے ہوں تو یاد رکھو کہ تمہارا کوئی فیصلہ، تمہارا کوئی Decision تمہارا کوئی ڈائریکٹو Directive تمہاری کوئی ہدایت اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایتوں کے خلاف نہ ہو اور تمہارا ہر فیصلہ اس کی رضا کے حصول کے لئے ہو اگر تم ایسا کرو گے تو تم خدا کے مخلص، عبادت گزار بندے بن جاؤ گے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم عبادت کرتے ہوئے دنیا کو نظر بھی آؤ گے لیکن خدا کی نگاہ میں تم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو گے جن کے متعلق وہ کہتا ہے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

اپنی عبادت کو خالصتہً اللہ کیلئے

مخصوص کر دیا ہے پس شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا میں اللہ تعالیٰ نے آپس کے معاشرہ کو اور باہمی تعلقات کو مختلف پہلوؤں سے بیان کیا ہے۔ گو یہاں اس نے صرف وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کہا ہے لیکن اس میں تمام معاشرے کے حقوق کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ انسان کی اپنی زندگی میں دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ کبھی وہ اپنی زندگی میں محسن ہوتا ہے وہ دوسرے کے لئے اور ان کی بھلائی کے لئے کام کر رہا ہوتا ہے اور کبھی وہ سینکڑوں آدمیوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کی بھلائی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہاں بتایا کہ جب تم معاشرہ کے اس حصے کو دیکھو اور دیکھو کہ سینکڑوں لوگ تمہاری بھلائی کے لئے کام کر رہے (والدین کا لفظ محض علامت کے طور پر ہے) تو تم نے بھی

اس کے بدلہ میں احسان

کرنا ہے۔ تم خود کو دیکھو ایک دنیا تمہاری خدمت میں لگی ہوئی ہے۔ تم پر احسان کر رہی ہے۔ مزدور کام میں لگے ہوئے ہیں اور وہ ہمارے لئے کپڑا بنا رہے ہیں۔ زمیندار کام میں لگے ہوئے ہیں اور وہ ہمارے لئے کھانے پینے کا انتظام کر رہے ہیں۔ درزی کام میں لگے ہوئے ہیں اور وہ ہمارے لئے کپڑے سی رہے ہیں۔ کارخانے لگے ہوئے ہیں اور ہمارے لئے وہ کاغذ بنا رہے ہیں جس پر میں یہ نوٹ لکھتا ہوں یا جب موقع ہو تو آپ بھی اپنی ضروری یادداشتیں اس پر لکھتے ہیں۔ وہ قلمیں بنا رہے ہیں۔ غرض

ہزارہا چیزیں ہماری ضرورت کی ہیں

جو دوسرے لوگ ہمارے لئے بنا رہے ہیں یہ ان کا احسان ہے ورنہ ہمارا کسی پر کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ ہمارے لئے کپڑے بیئے ہمارے لئے قلم بنائے ہمارے لئے کاغذ بنائے یا ہمارے لئے غلّہ اگائے وغیرہ۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ سارا احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس نے یہ سب انتظام کیا ہے۔ اس نے ہمیں ایک ہی والد نہیں دیا اس نے ہمیں ایک ہی والدہ نہیں دی جو ہماری پرورش کرتی اور ہمارے لئے ہزار قسم کے دکھ اٹھاتی ہے۔ بلکہ ساری دنیا کو اس نے ہمارے کام پر لگا دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ سب جو تمہارے کام پر لگے ہوئے ہیں ان پر تم نے بھی احسان کرنا ہے۔ یہ تعلیم

حقوق العباد کے متعلق پوری اور مکمل تعلیم

ہے جو ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ہے

پھر قضاء کے متعلق ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نظر آتا ہے کہ فیصلے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہی نہ ہوں بلکہ بشاشت سے بھی ہوں اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ (احزاب آیت ۳۷) جب خدا اور اس کے رسول کا فیصلہ ہو تو پھر اپنا اجتہاد نہیں کرنا بعض لوگ وہاں بھی اپنا اجتہاد شروع کر دیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی واضح ہدایات موجود ہیں۔ قرآن کریم میں یا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یا آپؐ کی سنت اور اسوہ میں۔ اس وقت یہ کہنا کہ یہ پرانے زمانہ کی بات ہے اب یہ حکم نہیں چلتا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی دائمی شریعت میں جو احکام نازل کئے ہیں ان کی پابندی ضرور کرو۔ اگر یہ پابندی ہم نہیں کرتے تو پھر ہمارے فیصلے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کے مطابق نہیں۔ وہ خالصتہً خدا کی اطاعت اور اس کی رضا کے حصول کے لئے نہیں بلکہ ہم اپنی دنیا بسانا چاہتے ہیں اور اس دنیا کو حسین اور منور نہیں بنانا چاہتے۔ جس دنیا کو اللہ تعالیٰ اپنی ہدایتوں اور اپنے انوار کے ذریعہ خوبصورت اور منور دنیا بنانا چاہتا ہے۔ پس فرمایا اگر تم بشاشت کے ساتھ احکام الٰہی کے سامنے اپنی گردنیں رکھو گے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے ارشادات کو قبول کرو گے تب عبادت کا حق ادا ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔

اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ جہاں واضح ارشادات نہ ہوں وہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں

اجتہاد کی اجازت

دی ہے۔ لیکن اجتہاد کی یہ اجازت اس شرط کے ساتھ دی ہے کہ اس میں نفس کی ملونی نہ ہو۔ بلکہ اجتہاد دعاؤں کے ساتھ ہو۔ پوری کوشش اور محنت کر کے پہلی مثالوں کو دیکھ کر۔ قرآن کریم پر غور کر کے اور احادیث نبوی کو سامنے رکھ کر ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اسوہ ہمارے سامنے ہے اپنے فیصلوں کو اس کے مطابق کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر تم اجتہاد کرو تا تمہارا اجتہاد مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کا مصداق ہو۔ تمہارا اجتہادی فیصلہ خالصتہً اللہ کے لئے اور اس کی اطاعت میں ہو

تیسری چیز جو قضاء کے متعلق بنیادی طور پر ہمیں قرآن کریم میں نظر آتی ہے یہ ہے کہ ہر فیصلہ حق و انصاف پر مبنی ہونا چاہیئے اگر ہمارے فیصلے حق اور انصاف پر مبنی نہیں تو پھر ہم صرف دنیا ہی کے گنہگار نہیں ہیں بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھی گنہگار ہیں ہم اس کی پرستش کا حق ادا نہیں کر رہے

ہمارے ملک میں بھی اور بعض اور ملکوں میں بھی

سفارش کی لعنت

پیدا ہو گئی ہے اور جس ملک کے فیصلوں کی بنیاد حق و انصاف کی بجائے سفارشوں پر ہو میرے نزدیک ایسے حالات میں خدا اس ملک کو ترقی نہیں دے سکتا۔ احمدیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں کہ حق کے بغیر کوئی چیز لینے کی کوشش نہ کریں اور نہ اس کی خواہش کریں اور دعاؤں پر زور دیں۔ یہ صحیح ہے کہ جب تک سفارش کا کلی طور پر قلع قمع نہیں کیا جاتا اس وقت تک جائز حقوق کے حصول کے لئے بھی سفارش کی ضرورت پڑے گی۔ اور یہ قوم کی بدقسمتی ہے لیکن پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ سفارشات سے بچا جائے۔ یہ قومی فریضہ ہے۔ (آگے چل کر میں بتاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ نے قومی فرائض یا بین الاقوامی فرائض کی ادائیگی پر کس رنگ میں زور دیا ہے)

خصوصاً جو ہماری اگلی نوجوان نسل ہے اس کے اندر تو یہ چیز داخل کر دینی چاہیئے کہ نہ وہ سفارش کریں گے اور نہ سفارش کو برداشت کریں گے۔ ہمارے فیصلے حق و انصاف پر ہونے چاہئیں۔ سفارشوں پر ہمارے فیصلے نہیں ہونے چاہئیں۔ اور نہ رشوت پر

گیارہویں معنی دین کے جزا اور بدلہ کے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بدلہ لینے اور بدلہ دینے یعنی جزا و سزا کے میدان میں جو ہمارے فیصلے ہیں اور اعمال جو اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ خالصۃً اللہ کے لئے ہونے چاہئیں۔ جزا لینا اور جزا دینا دونوں باتیں اس کے اندر آجاتی ہیں۔ دونوں میں مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کی ذہنیت ہونی چاہیئے

ہمارا جو سلوک اپنے انسان بھائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہوتا ہے دنیا اسے احسان کہتی ہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ احسان نہیں ہے۔ اسلام نے احسان کے لفظ کو اپنی ایک اصطلاح مقرر کر کے اس میں استعمال کیا ہے اس لئے کسی کے ذہن میں خلط نہ ہو۔ احسان کے جو معنے دنیا لیتی ہے اس معنی میں اسلام حسن سلوک کرنے والے کے لئے احسان کا لفظ استعمال نہیں کرتا وہ جزا لینے سے انکار کی ذہنیت پیدا کرتا ہے۔ یعنی ایک سچا مسلمان یہ کہتا ہے کہ میں بدلہ نہیں لوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے بدلہ اور جزا لینے کے متعلق اعمال میرے اس حکم اور میری اس ہدایت کے مطابق ہونے چاہئیں کہ

لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر آیت ۱۰)

ہم تم سے کسی جزاء کی خواہش نہیں رکھتے نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمیں بدلہ دو یہاں تک کہ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو۔ بدلہ لینے کا تو سوال ہی نہیں پس جہاں تک جزاء اور مکافات اور بدلہ کا سوال ہے وہ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ خالصۃً اللہ کے لئے ہونا چاہیئے

میں نے بتایا ہے کہ

دین کے اس معنی کے لحاظ سے دو پہلو ہیں

(۱) بدلہ لینا (۲) بدلہ دینا۔ بدلہ لینے کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا ہر حسن سلوک اس معنی میں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے احسان کا لفظ استعمال کیا ہے ایسا ہونا چاہیئے کہ تمہارے دل میں نہ صرف یہ خیال پیدا نہ ہو کہ یہ شخص اس کا بدلہ دے گا احسان کے مقابلہ میں احسان کرے گا بلکہ تمہیں یہ خیال بھی پیدا نہ ہو کہ کم از کم اسے میرا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ کسی کی تھوڑی سی خدمت کر کے کہہ دیتے ہیں بڑا ناشکرا ہے یہ شخص۔ اس نے ہمارا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ تمہیں کہتا ہے کہ تم اس کی بھی توقع نہ رکھو۔ کہ وہ تمہارا شکر ادا کرے گا۔ پس جس نے خدا کی رضا کے حصول کے لئے بنی نوع انسان کی خدمت کی ہے جس نے دنیا کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے خود مصائب برداشت کئے ہیں اس کو خدا کا یہ حکم ہے کہ تم نے جزاء لینے کا خیال بھی دل میں نہیں لانا۔ تم نے یہ بھی نہیں سوچنا کہ اس شخص کو تمہارا شکر گزار ہونا چاہیئے یہ اسلام کی نہایت عجیب تعلیم ہے اور اسے قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ میں اس وقت یہ بات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم بدلہ لینے کے میدان میں یہ خیال کرو گے کہ جس شخص سے تم نے حسن سلوک کیا۔ جس کی تم نے خدمت کی اور جس کی تکلیف کو دور کرنے کی تم نے کوشش کی اسے تمہیں اس احسان کا کچھ بدلہ دینا چاہیئے۔ اسے کم از کم تمہارا شکر ادا کرنا چاہیئے تو تم نے خدا تعالیٰ کی پرستش کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر تم

اللہ تعالیٰ کی سچی اور حقیقی عبادت

کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے یہ راہ ہے کہ تم بنی نوع انسان کی خدمت کرو۔ تم ان سے حسن سلوک کرو۔ تم اپنے بھائیوں کیلئے مصائب برداشت کرو۔ تکلیفیں اور دکھ سہو اور ہر چیز کو بھول جاؤ۔ تمہیں یہ خیال ہی نہ رہے کہ تم نے کچھ کیا ہے۔ کیونکہ تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنے رب کی رضا کے حصول کے لئے کیا ہے اگر واقعہ میں تمہارا دعوےٰ سچا ہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہو۔ لیکن اگر تم نے وہ احسان خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں کیا تو تم نے خدا کی عبادت نہیں کی۔ تم اس دعوے میں جھوٹے ہو کہ تم مشرک نہیں ہو بلکہ توحید خالص پر قائم ہو۔ غرض

یہ جزاء لینے کے متعلق اصولی تعلیم تھی

جس شخص پر احسان ہوا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ایک اور زاویہ نگاہ سے مخاطب کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن آیت ٦١) کہ کیا احسان کا بدلہ اور احسان کی جزاء احسان کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی جس شخص نے حسن سلوک کیا اس کو تو یہ کہا کہ تم نے بدلہ میں احسان کی توقع نہیں رکھنی کیونکہ تم نے جو کچھ کیا ہے میری خاطر کیا ہے اور جس کے ساتھ حسن سلوک ہوا تھا جس کی خاطر اس نے دکھ اٹھائے تھے جس کی خدمت کی گئی تھی اس کو یہ کہا کہ اگر تم میری سچی پرستش کرنا چاہتے ہو تو یہ یاد رکھو

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

اگر تم اپنے خدمت گزار بندوں، اپنے پیار کرنے والے بھائیوں کی جو تمہاری خاطر دکھ اٹھاتے ہیں اسی طرح خدمت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گے (جب بھی اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے) اور تمہارے دل میں شکر کے جذبات نہیں ہوں گے تو تم نے خدا تعالیٰ کی پرستش کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر تم توحید خالص پر قائم رہنا چاہتے ہو اور اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتے ہو کہ

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

تو تمہارا فرض ہے کہ جب کوئی بھائی تم سے محبت اور پیار کا اور احسان اور ایتائے ذی القربیٰ کا سلوک کرے تو تم اس کے مقابلہ میں اپنی قوت اور استعداد کے مطابق اس سے بڑھ کر سلوک کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کے لئے اپنے دل میں انتہائی شکر کے جذبات پیدا کرو

یہ تعلیم تو احسان کا بدلہ لینے اور دینے سے متعلق تھی

جزا اور سزا کا ایک اور پہلو اور بھی ہے

اور وہ یہ ہے کہ کسی نے کسی کو دکھ پہنچایا ہو تو اس کے متعلق بھی جزا اور بدلہ کا سوال ہوتا ہے اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے جو بنیادی حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ

جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ آیت ۴۱)

یعنی جتنی کسی نے بدی کی ہے جتنا دکھ کسی نے پہنچایا ہے جتنا ظلم کسی نے کیا ہے جتنا مال کسی نے غصب کیا ہے اس سے زیادہ اسے نقصان نہ پہنچاؤ جتنی ٹھیس احساسات کو کسی نے پہنچائی ہے اتنی ٹھیس پہنچانے کی تمہیں اجازت ہے۔ زیادہ کی نہیں۔

جہاں تک احساسات کو ٹھیس پہنچانے کا سوال ہے انسان کو یہ جرم معاف ہی کر دینا چاہیئے۔ میرے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا ہے ورنہ کم از کم میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اگر کوئی میرے جذبات کو ٹھیس پہنچائے تو میں اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں

بہرحال اگر کسی نے کسی سے کوئی برائی کی ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے بدلہ میں اس سے زیادہ برائی نہیں کرنی کیونکہ

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (شوریٰ آیت ۴۱)

اللہ تعالیٰ ظالم کو پسند نہیں کرتا

جب اس نے تم پر ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ کی نفرت کی نگاہ اس پر پڑی۔ اگر تم بدلہ لیتے ہوئے خود ظالم بن جاؤ گے تو خدا کی نفرت کے مستحق ہو گے اس کے پیار کے مستحق نہیں ہو گے۔ تو جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔ جتنا کسی نے ظلم کیا ہے اس سے زیادہ کا تمہیں حق نہیں۔ تمہیں بدلہ لینے کا زیادہ سے زیادہ جو حق دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تم نے برائی کے مطابق بدلہ لینا ہے۔ کیونکہ اگر تم نے زیادتی کی تو تم یاد رکھو کہ جو سلوک خدا کا ظالم کے ساتھ ہو گا وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو گا۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور یہ سلوک محبت کا نہیں ہو گا نفرت کا ہو گا

یہ تو زیادہ سے زیادہ بدلہ لینے کا حق ہے جو تمہیں دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تم اپنے پیار کرنے والے اور پیارے رب کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (شوریٰ آیت ۴۱)

تمہارے لئے یہ اجازت ضرور ہے کہ تم انتقام لینا چاہو تو برائی کے مطابق برائی کر سکتے ہو۔ لیکن تمہارا یہ نظریہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کی چونکہ میرے ساتھ لڑائی ہو گئی ہے اس لئے میں اب بغیر بدلہ لئے نہیں چھوڑوں گا۔ یہ کام ایک مسلمان کا کام نہیں

قرآن کریم یہی کہتا ہے

ویسے اللہ تعالیٰ نے جذبات کو ٹھنڈا کرنے

کے لئے بڑی عجیب تعلیم دی ہے۔ اس نے انسان کے خیالات کو بدل دیا ہے۔ ہمارے زمیندار بھائی پانی کے کھال پر لڑ پڑتے ہیں ایک زمیندار دوسرے زمیندار کی دو فٹ زمین لے لیتا ہے اور بڑا خوش ہوتا ہے اور وہ دوسرا وہ دو فٹ زمین واپس لینے کے لئے بعض اوقات پہلے کو قتل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ

ہم تمہیں ایک اصول بتا دیتے ہیں

تم اس کی روشنی میں بدلہ لے سکتے ہو اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو بھول جاؤ۔ تم یہ نہ سوچو کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے اور میرا ایک حق چھینا گیا ہے مجھے وہ حق واپس ملنا چاہیئے۔ تم یہ سوچو کہ میرا ایک بھائی ظالم بنا۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی اس نے مول لی۔ مجھے اس کی فکر کرنی چاہیئے اسے خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانے کے سامان کرنے چاہئیں۔ اگر تم فوراً یہ بات سوچو گے تو تمہاری طبیعت کا جوش جاتا رہیگا۔ تمہارے جذبات ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ پھر تم یہ سوچو کہ بدلہ لینے کا جتنا حق تمہیں دیا گیا ہے وہ حق لینے سے اس کی اصلاح ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر وہ حق لینے سے

اس کی اصلاح

ہوتی ہے تو وہ حق تم اس نیت سے نہ لو کہ تمہیں مثلاً پانچ سو روپے مل جائیں گے بلکہ اس نیت سے لو کہ پانچ سو روپے کی وجہ سے اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور پھر اگر تم یہ سمجھو کہ اگر اس سے میں نے وہ حق واپس لیا جو اس نے مجھ سے چھینا ہے تو وہ اپنے رب سے اور بھی دور ہو جائے گا۔ اس کی ذہنیت ہی اس قسم کی ہے تو تم اپنے دل میں یہ کہو کہ میں اپنے بھائی کی خاطر اس لئے کہ وہ کہیں ضلالت اور بھی زیادہ دور نہ ہو جائے اور اس سے بُعد کی راہوں کو وہ اختیار نہ کرے اپنے پانچ سو روپے چھوڑتا ہوں۔ یہ رقم میری نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی

خدا تعالیٰ کے خزانے

بھرے ہوئے ہیں وہ مجھے اس کا بدلہ دے گا اور خدا کہتا ہے

فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰہ

میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ میں تمہیں اس کا بدلہ دوں گا۔ غرض ایک ہی فقرہ میں اللہ تعالیٰ نے حق بھی چھڑوا دیا اور حق سے زیادہ دے بھی دیا۔ اس نے کہا اگر اصلاح کا امکان ہو تو اپنا حق چھوڑ دو اور گھبراؤ نہیں۔ تمہارے پانچ سو یا ہزار روپے جو ضائع ہوئے ہیں یا کوئی اور نقصان پہنچا ہے فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰہ

میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں

کہ تمہارا نقصان پورا کر دوں۔ یہ غریب انسان (اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں دنیا کی ساری دولت بھی کسی کے پاس ہو تو وہ غریب ہی ہے) ہمیں کیا دے سکتا ہے اس غنی نے تو ہم سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم اس کی اصلاح کے لئے اپنا حق چھوڑ دو گے تو میں اپنی وسیع رحمت کے نتیجہ میں تمہیں بدلہ دوں گا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

پس میں نے بتایا ہے کہ جزا لینے اور جزا دینے کے متعلق قرآن کریم نے بعض احکام دئے ہیں جو اصولی ہیں تفصیلی نہیں اور جہاں کسی پر ظلم ہوا ہے تو اس ظلم کا بدلہ لینے یا خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بدلہ لینے کا ارادہ ترک کر دینے کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے

بعض اصولی احکام دئے ہیں

اور وہ کہ جزا اور بدلہ اور مکافات سے تعلق رکھنے والے فیصلے خالصۃً اللہ کے لئے ہی ہونے چاہئیں اگر یہ فیصلے خالصۃً اللہ کے لئے نہیں ہوں گے تو تمہاری نمازیں یہ ثابت نہیں کریں گی کہ تم خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرتے ہو بلکہ ان احکام کو توڑ دینا یہ ثابت کرے گا کہ تم

خدائے واحد و یگانہ کی پرستش

نہیں کر رہے۔ اس لئے اگر تم خدا کی حقیقی پرستش کرنا چاہتے ہو تو عبادت کے اس تقاضا کو پورا کرو کہ جزا لینے اور جزا دینے کے متعلق تمہارے فیصلے خالصۃً اللہ کے لئے ہوں۔ اس کی محبت میں ہوں اس کی اطاعت میں ہوں اور

اس کی رضا کے حصول

کی خاطر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

موصیوں کا سالانہ حساب

اُس وقت تک تیار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ موصیوں کی طرف سے فارم اسل آمد مکمل ہو کر نہ آجائیں۔ دفتر ہذا نے فارم تمام موصیوں کو اپریل میں بھجوا دئے تھے جن موصیوں نے ابھی واپس نہیں بھجوائے وہ جلد ارسال فرمادیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

حضرت منشی عبد الحق صاحب خوشنویس کی وفات

افسوس! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی اور محترم مکرم مولوی ابوالمنیر نور الحق صاحب ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ کے والد محترم حضرت منشی عبد الحق صاحب خوشنویس بتاریخ ۲۰ر وفا (جولائی) ۱۹۶۹ء ایبٹ آباد پاکستان میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز جنازہ رات کے وقت ایبٹ آباد سے ربوہ لایا گیا۔ ۲۱ر جولائی کو محترم جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ خاص میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کرائی۔

حضرت منشی صاحب مرحوم ۱۸۹۷ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔

۱۹۲۸ء میں آپ اپنے اہل و عیال کو بھی قادیان لے آئے تھے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ بہت با کمال خوشنویس تھے۔ خوش خلق۔ کم گو۔ عبادت گزار۔ اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مکرم مولوی ابوالمنیر نور الحق صاحب کو شروع ہی سے دینی تعلیم دلوائی اور پھر فارغ التحصیل ہونے پر انہیں خدمت اسلام کے لئے وقف کیا

حضرت منشی صاحب مرحوم نے چار لڑکے چار لڑکیاں نیز ۲۸ پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ آپ کے فرزندان میں مکرم مولوی ابوالمنیر نور الحق صاحب فاضل کے علاوہ مکرم حافظ عطاء الحق صاحب ایبٹ آباد۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب درویش قادیان حال حیدرآباد دکن اور مکرم محمد اسحق صاحب چٹاگانگ شامل ہیں

حضرت منشی صاحب کی وفات پر ادارہ بدر آپ کے جملہ لواحقین بالخصوص مکرم مولوی ابوالمنیر نور الحق صاحب فاضل۔ مکرم مولوی سراج الحق صاحب درویش سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات پر فائز فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز آپ کی اولاد اور جملہ دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماتے ہوئے دین و دنیا میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ایڈیٹر

اعلانات نکاح

۱۔ ۲۵ر ماہ رواں کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے عزیزہ زکیہ بیگم سلمہا ربہا بنت مکرم مرزا اطہر بیگ صاحب خلف محترم مرزا احسن بیگ صاحبؓ رئیس کامٹہ (علاقہ راجستھان) کا نکاح عزیزم خورشید احمد صاحب انور کامل نائب مدیر ہفت روزہ بدر ابن مکرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان کے ہمراہ مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھایا۔ مرزا اطہر بیگ صاحب چونکہ بذات خود تقریب نکاح میں شریک نہ ہو سکے تھے اس لئے ان کی خواہش کے پیش نظر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بحیثیت وکیل ایجاب وقبول کیا اور ایک روح پرور خطبہ ارشاد فرمایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے دوران خطبہ میں فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق قرابت داری کی بنا پر حضور کو مرزا احسن بیگ صاحب سے بہت محبت تھی اور حضور ان کا خاص خیال رکھتے تھے چنانچہ اسی غیر معمولی محبت و شفقت کا نتیجہ تھا کہ حضورؑ نے ان کے کاروبار میں معاونت اور دینی تعلیم و تربیت کی غرض سے اپنے ایک جلیل القدر صحابی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ کو ان کے پاس بھجوایا جو کئی سال تک وہاں مقیم رہے۔

جملہ احباب و بزرگان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے باعث صد خیر و برکت بنائے۔ آمین۔ مکرم عبد العظیم صاحب نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے اعانت بدر اور پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار ملک صلاح الدین ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

(۲) قادیان۔ ۲۵ر وفا۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے عزیزہ شفیہ نصرت صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریک جدید کا نکاح عزیزم ناصر احمد صاحب ابن مکرم مخدوم حسین صاحب آف بلگام (میسور سٹیٹ) حال قادیان کے ہمراہ مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے مبارک کرے اور موجب مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔

ایڈیٹر

اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے؟

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

آخری قسط

اعمال و نیت کے متعلق پادری صاحب نے لکھا ہے کہ مسیحی مذہب کا کمال یہ ہے کہ ہر کام کی صفائی کے لئے اس میں نیت کی صفائی ملحوظ رکھی ہے اور بتایا ہے کہ :-

"اگر کسی نے بُری نیت سے کسی عورت پر نظر کی تو وہ اپنے دل میں اس سے زنا کر چکا۔"

مگر پادری صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف اسی پہلو کو بیان کرنا کافی نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرا پہلو بھی نہ بتایا جائے اور وہ یہ کہ کسی عورت کو اچھی نظر سے بھی نہ دیکھنا چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان اچھی نظر سے دیکھنے سے کسی وقت ابتلاء میں پڑ جائے۔ غضِ بصر کے بغیر انسان کا فتنہ میں مبتلا ہونے کا سخت خطرہ ہے کیونکہ یہ بدی کا دروازہ ہے۔

اسلام نے آکر عیسائیت کی اس ناقص تعلیم کو کامل کیا اور دوسرا پہلو بیان کر کے بدی کا راستہ بند کر دیا۔ فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ مومن مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر عورتوں اور مردوں کی طرف نہ بد نیت سے دیکھیں اور نہ نیک نیت سے۔ اس کے بغیر وہ فتنوں سے بچ نہ سکیں گے۔ مگر عیسائیت نے تو دیکھنے کی کھلی اجازت دے دی ہے۔ اور نیک نیتی کے بہانہ سے بدی کا راستہ کھول دیا ہے۔ جسے اسلام نے آکر بند کیا ہے۔ عیسائیت کو تو یہ محسوس ہی نہیں ہوا کہ نیک نیتی سے دوسری عورتوں کو دیکھنا سخت خطرناک ہے۔ اسلام نے اس نازک پہلو کو بھانپ لیا اور اس کے متعلق ہدایت جاری کر کے منع کر دیا۔ پادری صاحب نے ایک بات یہ لکھی ہے کہ مسیحی مذہب نے نیکی کی تلقین کرتے ہوئے کہا ہے کہ "تم دنیا کے نمک ہو" اور اسی طرح کہا ہے کہ تم دنیا کے نور ہو۔ یعنی تم دنیا کے لئے باعث اصلاح ہو۔ تم دوسروں کی رہبری کرو۔ ان کے لئے نمونہ بن جاؤ۔ عیسائیت کا مقصد زمین پر آسمانی ابوت اور انسانی اخوت قائم کرنا ہے۔

اگر پادری صاحب کی اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ وقتی طور پر صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے کیونکہ انہوں نے باقی اقوام کو ہدایت دینے اور ان کی رہبری سے انکار کیا ہے۔ اور اپنے حواریوں کو اس کام سے سختی کے ساتھ روک دیا ہے نہ صرف اسی قدر بلکہ انہوں نے دیگر اقوام کو کتے قرار دے کر دھتکار دیا ہے۔ اور پھر کبھی بھی اپنی اس روش پر پشیمانی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اسی پر قائم رہے اور اسی پر حواریوں کو قائم رکھا۔ اپنی اس بات کو کبھی منسوخ نہیں کیا اور نہ اسے ترک کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے بتایا ہے کہ کامل تعلیم میرے بعد روح حق کے ذریعہ سے آئے گی۔ اور اس طرح اپنی تعلیم کو ناقص اور وقتی قرار دیا ہے

مگر اس کے مقابلہ میں اسلام نے ساری دنیا کو ہدایت دینے کا بیڑا اٹھایا ہے اور مذکورہ مثال سے ظاہر ہے کہ اس نے آکر تعلیم کو کامل۔ جامع و عالمگیر بنایا ہے اور فرمایا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کہ تمہارے پاس خدا کا نور آ گیا ہے وہ تم کو سراسر نور بنانا چاہتا ہے۔ پس تم اس کے ذریعہ سے نور بن جاؤ۔

نیتوں و اعمال کی صفائی کا ذکر قرآن کریم میں بھرا پڑا ہے۔ اس نے آکر بار بار ایمان و اعمال صالحہ پر زور دیا اور بتایا ہے کہ وہ خدا کے فضل کو جذب کرنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اس نے آکر عملاً بھائی بھائی بنا کر دکھا دیا اور بتایا ہے کہ تم اپنے تفرقہ و عداوت و بغض کی وجہ سے جہنم کے کنارے کھڑے تھے۔ اس نے آکر تمہیں بچایا فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا تم اس کے فضل و کرم سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ اس بارہ میں اسلام نے کافی روشنی ڈالی اور ہدایات دی ہیں مگر میں اسی اختصار پر اکتفا کرتا ہوں۔

اس سلسلہ میں پادری صاحب نے مسیحی مذہب کی ایک خصوصیت یہ بتائی ہے کہ وہ خدا کی مرضی ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

"خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے" (پطرس ۳ : ۹)

اور انسان ابد الآباد تک راحت میں رہے بیشک یہ تعلیم بنی اسرائیل کے لئے ہوگی یہ تعلیم حضرت مسیح نے کبھی دیگر اقوام کے سامنے پیش نہیں کی اور نہ ان کو کبھی اس کی طرف دعوت دی۔ اگر دی ہے تو اس کا ثبوت عملی پیش کیا جائے۔ ان کی تو دنیا صرف اسرائیل و کنعان تھی۔ یہ شرف تو صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے آکر ابدی راحت کے لئے ساری دنیا کے سامنے خدا کی مرضی پیش کی اور فرمایا کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کہ تم خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اور سچی "توبۃ النصوح" ان کے سامنے پیش کی اور بتایا کہ تمہارا تعلق آپس میں بھی درست ہونا چاہیئے اور پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی اسی دنیا میں تعلق ہونا ضروری ہے۔ تا تمہیں مرنے کے بعد تعلق قرب کے بارہ میں یقین کامل ہو سکے۔ غرضیکہ مخلوق کی غرض و غایت یہ بتائی ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کہ میں نے سب بڑے چھوٹے لوگوں کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں میری مرضی پر چلیں اور میری معرفت حاصل کریں۔

اور اس طرح اس نے انسان کو اپنا محبوب بننے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کا طریق بھی بتایا ہے اور وہ یہ کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کہ اے رسول! ان کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کر کے اس کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے نمونہ پر چلو میری پیروی کرو۔ میرے ذریعہ سے اس نے جو ہدایات تمہارے لئے بھیجی ہیں ان کو اختیار کرو۔ تم یقیناً اس کے محبوب و پیارے و مقرب بن جاؤ گے اور تم کو ہمیشہ کے لئے اطمینان حاصل ہو جائے گا۔ اور تمہارا نفس ہمیشہ کے لئے "نفس مطمئنہ" بن جائے گا اور وہ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ہو جائے گا۔ وہ خدا سے خوش اور خدا اس سے خوش ہو جائے گا۔ تم خدا تعالیٰ کی ذات میں محو و مستغرق ہو کر وہ لطف و راحت و سکون و سرور ابدی حاصل کر لو گے جو تمہارا اصل مقصود ہے۔ تم خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ گے۔ جو کہ سب سے بڑا بپتسمہ ہے۔ دنیوی رنگ تو کچھ چیز نہیں صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً تم سب اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو۔ بھلا اللہ کے رنگ سے بڑھ کر اور کونسا رنگ ہو سکتا ہے۔ یہی سب سے بڑا رنگ ہے۔

مذہب کے جو تھے مقصد کے متعلق پادری صاحب نے کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ چوتھے مقصد کے متعلق عیسائیت نے کچھ بھی بیان نہیں کیا اور وہ اس کے متعلق کلیتہً خاموش ہے اور وہ ہے انسان کے اعمال کی جزا سزا کا بیان۔ جنت و دوزخ کی حقیقت۔ اسلام نے اس ضروری مقصد کے متعلق بھی کامل روشنی ڈالی ہے۔ اور اسی کے انجام کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ انسان مرنے کے بعد کہاں جائے گا۔ اس سے کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے متعلقہ جملہ امور کو بیان کرنا ضروری سمجھا ہے۔

اسلام نے ان امور کو لیا ہے اور مختلف رنگوں میں انہیں بیان کیا ہے۔ اور کامل طور پر پیش کیا ہے۔

انسان کی فطرت ایسی ہے کہ اگر اسے اس کے بُرے اعمال کا انجام نہ بتایا جائے تو وہ بیباک ہو جاتا ہے۔ اور برائیوں میں آزاد ہو جاتا ہے۔ اور محبت کے پہلو سے ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے نیک اعمال کی جزاء کے ساتھ اسے اس کے بُرے اعمال کی سزا اور اس کی کیفیت و کمیت کا بتانا بھی ضروری ہے۔ سو اسلام نے عیسائیت کی اس کمی کو آکر پورا کر دیا ہے اور اس کی طرف سے لاپرواہی اختیار نہیں کی۔ اور نہ ہی انسان کو گناہوں کے اوپر دلیر کیا ہے۔ بلکہ اس پر پابندی لگا کر اسے ہشیار و چوکس رہنے کی تلقین بھی کر دی ہے

بہرحال کسی مذہب کے پیارا ہونے کی وجہ اس کی کاملیت و ہمہ گیری اور افضلیت ہی ہے۔ سو اسلام بمقابلہ جملہ مذاہب ضروری فضائل کا حامل ہے۔

-: درخواست دعا :-

مکرم الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب سابق امیر جماعت کلکتہ ایک ماہ قبل کھانسی بخار اور سانس کی تکلیف میں مبتلا ہو کر داخل شفاخانہ ہوئے اب بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے۔ احباب اس مخلص بزرگ کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

ملک صلاح الدین مولف اصحاب احمد۔ قادیان

قسط نمبر ۱

حجِ بیت اللہ شریف کی روح پرور تفصیل اور ایمان افروز کوائف

از الحاج مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی درویش قادیان

اگرچہ تقسیم ملک کے بعد ایک عرصہ تک حالات نے موافقت نہیں کی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب چند سالوں سے قادیان کے درویشوں کو پھر راستہ کا امن اور حالات کی سازگاری میسر آئی ہے اور ہر سال کم بیش تین چار درویش حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس سال تین درویش حضرت ڈاکٹر عطردین صاحب صحابی۔ مکرم افتخار احمد صاحب اشرف اور خاکسار عبدالقادر دانش دہلوی حج بیت اللہ شریف کے لئے مورخہ یکم فروری کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ ۳ر فروری کو بمبئی پہونچے اور حج کمیٹی کے دفتر میں پہنچ کر پاسپورٹوں، ویزوں، ٹیکوں و ضروری کاغذات اور مطالبات کی تکمیل کرائی۔ حج کمیٹی ہی رقم لے کر عرصہ قیام مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے لئے راشن کا بھی بندوبست کر دیتی ہے اور معاوضہ لے کر خود ہی راشن مکہ مکرمہ پہونچا کر حاجیوں کے سپرد کرنے کا انتظام کر دیتی ہے ہم کو ۱۰ر فروری کو پاسپورٹ ملے اور ۱۱ر فروری کو بحری جہاز "محمدی" کے ذریعہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ مخالف ہوائیں اور طغیانی نہیں تھی۔ موسم موافق اور سمندر بالکل خاموش تھا۔ اس لئے سفر بڑے آرام سے طے ہوا۔ ۱۸ر فروری کو یلملم کے محاذات سے حضرت ڈاکٹر عطردین صاحب کو ان کے ضعیف العمر ہونے کے باعث تمتع کا احرام بندھوایا گیا اور ہم دونوں نے حج قران کا احرام باندھا۔ ۱۹ر فروری کی صبح کو جہاز جدہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ جہاز سے اتر کر ہم کسٹم پہنچے۔ وہاں پر پاسپورٹوں کے اندراجات اور سامان کی معمولی سی پڑتال کے بعد تیسرے پہر مدینۃ الحجاج پہنچے۔ یہ مسافر خانہ حاجیوں کے بندرگاہ پر قیام کے لئے حکومت سعودی عربیہ نے بنایا ہے اس کی عمارتیں بڑی عالیشان، کشادہ اور ہوادار ہیں۔ جن میں پنکھوں، روشنی، فلش غسلخانوں کا اچھا انتظام ہے۔ پانی کی فراوانی ہے۔ مدینۃ الحجاج کے احاطہ میں ...... بہت سے ہوٹل۔ ٹی سٹال جنرل سٹور اور ہر قسم کے ساز و سامان کی کثیر دوکانیں اور بنک حج کے مہینوں میں موجود ہوتے ہیں۔ تاکہ عارضی قیام کی صورت میں بھی حاجیوں کو ہر طرح کی سہولت ہے مدینۃ الحجاج پہنچتے ہی ہم نے ڈرافٹ پیش کر کے بنک سے سعودی عربیہ کی کرنسی ریالوں کی صورت میں حاصل کر لی۔ ہم نے عبدالرحمٰن المکی کو اپنا معلم تجویز کیا تھا۔ چنانچہ ان کے نمائندہ سراج بدوی مقیم جدہ نے بندرگاہ سے ہی ہمیں اور ہمارا سامان وغیرہ مدینۃ الحجاج پہنچانے کا انتظام کر دیا تھا۔ مدینۃ الحجاج میں معلم کے نمائندہ سراج بدوی نے ہم سے ٹیکس مندرجہ ذیل شرح سے واجبات لئے۔ جدہ سے مکہ مکرمہ تک کرایہ بس ½۱۱ ریال۔ منیٰ و عرفات کے خیموں کی فیس ۳۰ ریال۔ حج کے دوران منیٰ و عرفات و مکہ کے درمیان آمد و رفت کے اخراجات ۳۵ ریال۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک اور وہاں سے جدہ واپسی کا کرایہ ۱۰۱ ریال ۵ قروش۔ مدینہ منورہ کے معلم کی فیس ۱۰ ریال۔ اس طرح ہر حاجی کو جدہ پہنچ کر ۲۶۱ ریال ۱۰ قروش بسوں و خیموں کے کرایہ اور معلمین و نائبین کی فیس کی صورت میں ادا کرنے ہوتے ہیں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہائشی مکانوں کا کرایہ بھی ہر حاجی کو کم از کم ۱۰۰ ریال برداشت کرنا ہوتا ہے۔ اگر بمبئی میں بنک کے ذریعہ کرنسی تبدیل کی جائے تو پونے دو روپے میں ایک ریال پڑتا ہے اور اگر سعودی عربیہ میں جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ میں جا کر کرنسی بازار میں تبدیل کرائی جائے تو ڈھائی روپے میں ایک ریال ملتا ہے

ہم جدہ سے رات کے دس گیارہ بجے روانہ ہوئے۔ چونکہ حج سے پہلے وہاں شدید بارشیں ہوئی تھیں اس لئے سڑک کئی جگہ سے ٹوٹی پھوٹی تھی۔ جدہ سے روانگی کے بعد بارش شروع ہو گئی۔ بس کے شیشے بند ہونے کی وجہ سے آرام رہا۔ بارش کی وجہ سے کئی جگہ سڑک پر پانی کھڑا ہوا تھا ہم دعائیں کر رہے تھے اور جوں جوں مکہ مکرمہ قریب آتا جا رہا تھا آنکھیں پُرنم اور دل گداز اور طبیعت میں رقت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ اور دعاؤں کی بڑے زور سے تحریک ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ ہماری بس زمین حرم میں داخل ہوئی۔ اور ہم نے اس جگہ داخلہ کی دعا پڑھی۔ پھر مقام ورعئی سے گزرتے ہوئے اور پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہوئے وہ دعائیں پڑھیں جو ان میں داخلہ کے لئے بتائی گئی تھیں۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر معلم کے مکان پر سامان رکھا اور وضو کر کے مسجد الحرام پہنچے۔ معلم کا نمائندہ ہماری رہنمائی کر رہا تھا۔ وہ ہمیں باب ابراہیمؑ سے مسجد الحرام میں لے گیا۔ ہم دعائیں کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ اور خانہ کعبہ کو دیکھ کر بھی دعا کی۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کا طواف شروع کیا۔ معلمین طواف کعبہ کی دعائیں اونچی آواز سے پڑھتے جاتے تھے اور ہم دوہراتے جا رہے تھے۔ بیت اللہ شریف کے گرد ہزاروں حاجی طواف کر رہے تھے اور اونچی آواز سے طواف کی دعائیں کر رہے تھے۔ اور مسجد الحرام جو اپنی وسعت میں نظیر نہیں رکھتی حاجیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ لاکھوں حاجی بیک وقت اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی طواف کعبہ میں وقفہ نہیں پڑتا۔ اگر طواف کعبہ سے حاجیوں کے دس قافلے فارغ ہوتے ہیں تو دس بارہ اور آ جاتے ہیں۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے طواف کعبہ ہوتا رہتا ہے۔ طواف کعبہ کے بعد دو رکعت واجب طواف مقام ابراہیم پر ادا کی جاتی ہیں اس کے بعد چاہ زمزم پر جا کر زمزم پیتے ہیں اور پھر سعی بین الصفا والمروہ کیلئے چلتے ہیں۔ چنانچہ معلم نے ہمیں بھی اسی طرح کرایا۔ سعی بین الصفا والمروہ کے بعد حضرت ڈاکٹر عطردین صاحب صحابی نے تمتع کر لیا اور سر منڈا کر احرام کھول دیا۔ لیکن ہم دونوں کا حج قران تھا یعنی عمرہ اور حج دونوں کا ایک نیت کے ساتھ احرام۔ اس لئے ہم نے سر نہیں منڈایا اور احرام نہیں کھولا۔ بلکہ احرام کی حالت میں ہی حج کا انتظار کیا۔ ۷ر ذوالحجہ کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت ڈاکٹر عطردین صاحب کو دوبارہ مسجد الحرام لے جا کر حج کا احرام بندھوایا اور طواف کعبہ کرایا۔ ۸ر ذی الحجہ کی صبح کو معلمین نے بسوں پر سب کو حج کیلئے روانہ کیا۔ ہم زوال سے کافی پہلے منیٰ پہنچ گئے جہاں ہزاروں خیمے لگے ہوئے تھے اور ہر معلم کے حاجیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پلاٹ مقرر تھے۔ ان میں خیمے نصب تھے ہم اپنے خیمے میں پہنچے۔ سامان رکھ کر وضو کیا اور مسجد حنیف میں جا کر محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ میں دو نفل ادا کئے اور پھر خیمہ میں واپس آئے اور خوب گریہ وزاری، رقت اور گداز دل کے ساتھ دعاؤں میں مشغول ہو گئے یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ر ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کی اور پھر بسوں پر عرفات جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہزاروں بسیں ٹیکسیاں موٹریں بڑی برق رفتاری سے کشادہ سڑکوں پر دوڑتی نظر آ رہی تھیں۔ منیٰ سے عرفات اور وہاں سے مزدلفہ اور واپسی کے لئے متوازی کئی سڑکیں کشادہ اور پکی بنی ہوئی ہیں۔ متعدد سڑکیں ہونے سے وقت پر حاجیوں کے قافلے منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہیں۔

ہم عرفات میں ۹ر ذی الحجہ کو زوال سے پہلے پہنچ گئے اور وضو کر کے اپنے خیمہ میں جا کر ایک مسکین کی طرح نہایت فروتنی اور عاجزی سے دعاؤں میں مصروف ہو گئے اور تلبیہ۔ استغفار۔ درود شریف بھی پڑھتے رہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ بندوں کے بہت قریب آ جاتا ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا ایک عجب سماں پیدا ہو جاتا ہے عجب اتفاق ہے کہ اس روز عرفات میں عصر کے وقت آسمان پر بادل آ گئے۔ ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور پھر ہلکی ہلکی بارش بھی شروع ہو گئی۔ جس سے موسم کافی ٹھنڈا ہو گیا اور سردی محسوس ہونے لگی۔ اس وقت دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی کہ یہ وقت خاص طور پر قبولیت دعا کا ہے اس لئے اس موقع سے حتی الامکان فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی۔

غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہو جانے کا حکم ہے اس لئے حاجیوں کے پیدل قافلے اور بسیں و موٹریں سڑکوں پر قطاروں میں مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئیں ہم گیارہ بجے کے قریب مزدلفہ پہنچے اور مغرب و عشاء کی نماز ادا کی اور کھانا کھایا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ ساری رات بیدار رہ کر ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مصروف رہیں گے۔ بحمد اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کرنے کی توفیق بخشی۔

رات کو ہی شیطانوں کو مارنے کے لئے ہر ایک نے پچاس یا کچھ زیادہ سنگریزے اکٹھے کر لئے کیونکہ ۱۰ر ذی الحجہ کو جمرۃ العقبیٰ پر اور ۱۱ر ۱۲ر کو تینوں جمرات پر رمی کرنی ہوتی ہے۔ ۱۰ر ذی الحجہ کو فجر کی نماز ادا کر کے طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے روانہ ہو کر ۸ بجے صبح واپس منیٰ پہنچ گئے۔ یہاں پہنچنے کے فوراً بعد جمرۃ العقبیٰ پر رمی کی اور پھر قربانگاہ میں جا کر بکرے خرید کر قربانی دی اور پھر سر کے بال منڈائے اور احرام کھول دیئے اور

غسل کر کے کھانے سے فارغ ہو کر مکۃ مکرمہ روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر طواف زیارت کیا ہم طواف قدوم کے ساتھ ہی سعی بین الصفا والمروہ کر چکے تھے اس موقع پر ہمیں آرام رہا لیکن ڈاکٹر عطر دین صاحب نے سعی کرنی تھی اس لئے انہیں ضعیف العمری کے باعث گاڑی پر بٹھا کر سعی بین الصفا والمروہ کروا دی گئی طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر واپس منیٰ پہنچ کر رات بسر کی۔ اور ۱۱ر ذی الحجہ کو زوال کے بعد ۳ بجے سہ پہر تک منیٰ میں قیام کیا۔

میدان عرفات میں دن کو چند گھنٹے اور مزدلفہ میں قریباً تین چوتھائی رات گزارنی ہوتی ہے۔ اور حج کے پانچ دنوں میں سے عرفات اور مزدلفہ کی گھڑیوں کو نکال کر باقی سب اوقات منیٰ میں گزارنے ہوتے ہیں اور تلبیہ ۱۰ر ذی الحجہ کو جمرۃ العقبیٰ تک پڑھنا ہوتا ہے۔ باقی سب اوقات ذکر الٰہی عبادت، ریاضت، تلاوت، دعاؤں میں بسر کئے جاتے ہیں۔ سو الحمد للہ ہم نے ان ایام سے پوری طرح فائدہ اٹھایا۔

چونکہ حج کے دوران لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے اس لئے مسجد خیف منیٰ میں اور مسجد نمرہ وجبل الرحمت عرفات اور مسجد مشعر الحرام مزدلفہ میں ہر حاجی کے لئے دوران حج پہونچنا ممکن نہیں ہوتا۔ ہم حج کر کے جب واپس مکۃ مکرمہ آ گئے تو کچھ دن ٹھہر کر ایک ٹیکسی کر کے دوبارہ ان مقدس مقامات پر گئے اور منیٰ کی مسجد خیف میں نفل پڑھے اور دعائیں کیں

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب دیکھنے کے بعد جب مکہ مکرمہ سے حضرت اسماعیلؑ کی (جو فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ کی عمر کو پہنچ چکے تھے) قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے ان کو اپنے ہمراہ منیٰ لائے تو راستہ میں تین الگ الگ مقامات پر شیطان ظاہر ہوا جسے رد کرنے کے لئے آپ نے اسے کنکر مارے۔ اس واقعہ کی یاد قائم رکھنے کے لئے حاجی بھی رمی جمار (کنکریاں مارنا) کرتے ہیں

پہلے اس جگہ قربانیاں کی جاتی تھیں لیکن اب کسی قدر فاصلے پر قربان گاہ (منحر) مقرر کی گئی ہے۔ حجاج وہیں جانور خرید کر قربانی کرتے ہیں۔ ویسے تمام منیٰ ہی منحر ہے۔ لیکن حفظان صحت کے اعتبار سے قربانی کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی گئی ہے منیٰ کے قیام کے دوران ذکر الٰہی کرنے کی خاص تاکید ہے۔

ہم میدان عرفات سے گزرتے ہوئے جبل الرحمت پر پہنچے اس جگہ قبہ آدم بنا ہوا ہے۔ ہم نے اس قبہ پر نفل پڑھے۔ اور دعائیں کیں۔ جبل الرحمت پر وہ چبوترہ بھی ہے جہاں عشرہ مبشرہ تشریف فرما ہوئے تھے یہاں بھی نفل پڑھے اور جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے وہاں بھی نفل پڑھے۔ اور اس جگہ پر بھی کھڑے ہو کر دعائیں کیں جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا۔ اسے موقف اعظم بھی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات میں وقوف اور یادگاری خطبہ اور صحابہ کرام کا ہزاروں کی تعداد میں اس سال حج کے لئے آنا یہ سب باتیں نظروں کے سامنے پھر گئیں۔ اور عجیب رقت طاری ہوئی۔ اس کے بعد مسجد نمرہ میں آ کر نفل ادا کئے اور دعائیں کیں۔ ہم مزدلفہ آئے اور مسجد مشعر الحرام میں نفل پڑھے اور دعائیں کیں۔ ہر جگہ عبادت اور ذکر الٰہی کا خاص لطف آیا۔ مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان وادی محسّر ہے جہاں اصحاب الفیل پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل فرمایا تھا۔ اس وادی سے تیزی سے گزر جانے کا حکم ہے۔ وادی محسّر مکہ مکرمہ سے ۴½ میل کی دوری پر ہے

حج کے پانچ دنوں کے علاوہ ہمیں مکہ مکرمہ میں ۴۴ دن ٹھہرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان ایام میں ہم نے قریباً ساری نمازیں مسجد الحرام میں ادا کیں۔ باقاعدگی سے روزانہ طواف کعبہ کرتے رہے۔ تہجد کی نماز حطیم (بیت اللہ) میں مقام ابراہیم پر، مطوف میں یا مسجد الحرام کے صحن میں پڑھتے رہے تہجد کی ادائیگی کے بعد بمطابق آیت قرآنی وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (البقرہ ع ۱۵) خاکسار مطوف کی پوری طرح صفائی کر دیا کرتا تھا تاکہ طواف کرنے والوں کو آرام رہے۔ کیونکہ لوگوں کے پیروں کے ساتھ بہت زیادہ کنکر مطوف میں آ جاتے ہیں اور طواف کرنے والوں کے پیروں میں چبھتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے میں مطوف کو صبح کی نماز سے پہلے اچھی طرح صاف کر دیتا تھا بعض دفعہ مطوف اور مسجد الحرام کی جھاڑو دینے والے برشوں سے بھی صفائی کرنے کی بھی سعادت نصیب ہو جاتی تھی۔ وہاں لمبے ڈنڈے والے برشوں کے ذریعہ صفائی کھڑے ہو کر کرنے کا طریق رائج ہے

بہت زیادہ پاور کے بجلی کے ہنڈے جو ساری مسجد الحرام کو اور خاص طور پر مطوف کو بقعۂ نور بنائے ہوتے ہیں اور خانہ کعبہ پر تیز روشنی پھینک رہے ہوتے ہیں یہ منظر بھی بڑا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور دل و دماغ اور جسم وجان کو مسحور کئے دیتا ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ بیت اللہ کی طرف ہی ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہو۔ مسجد الحرام میں ہی ڈیرے ڈالے رہو۔ دن کو بھی خانہ کعبہ اور مسجد الحرام کا منظر اگرچہ بہت دلچسپ ہوتا ہے لیکن رات کو بجلی کی تیز روشنی میں اور بالخصوص چاندنی راتوں میں تو عجب جاذبیت کا عالم ہوتا ہے اور عشاق پروانوں کی طرح اسی کے گرد جمع رہتے ہیں۔ حاجیوں اور زائرین کا ہجوم زیادہ تر حجر اسود پر۔ طواف کعبہ میں حطیم میں اور اور مقام ابراہیم پر اور چاہ زمزم پر ہوتا ہے۔ جہاں وہ دیوانہ وار ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں اور عبادات کر رہے ہوتے ہیں۔ مسجد الحرام کی نئی عمارت جو اپنی تکمیل کے آخری مراحل طے کر رہی ہے۔ نہایت شاندار اور دیدہ زیب اور بڑی عالیشان ہے۔ بادشاہوں کے محلات سے زیادہ خوبصورت ہے اور کیوں نہ ایسا ہو جب کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ اسے بادشاہوں کے محلات سے زیادہ خوبصورت ہونا ہی چاہیئے۔

خانہ کعبہ کے شمال مشرق کی طرف صفا اور مروہ کی دو پہاڑیاں تھیں اور صفا مروہ کی پرلی جانب وہ جبل قبیس نامی پہاڑ ہے جس پر اب تک پرانا شہر مکہ آباد ہے۔ یعنی جبل ابو قبیس شہر مکہ اور خانہ کعبہ کے درمیان صفا مروہ کی پہاڑیاں تھیں اب مسجد الحرام کی توسیع کے وقت ان پہاڑیوں کو کاٹ کر ہموار میدان کر دیا گیا ہے۔ جو مسجد الحرام کی وسعتوں میں سما گیا ہے۔ ان پہاڑیوں کی صرف چوٹیوں کے نشان قائم رہنے دئے گئے ہیں۔ صفا کی پہاڑی کی چوٹی قائم رکھتے ہوئے اس پر نہایت خوبصورت گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ مروہ پہاڑی کی چوٹی کا نشان صفا پہاڑی کی چوٹی کے نشان سے کم ممتاز ہے اور خوبصورتی میں بھی کم ہے شاید اس وجہ سے ایسا کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ جو آیا ہے اس میں صفا کا نام پہلے آنے کے باعث اس کو فضیلت حاصل ہے۔ صفا اور مروہ کے درمیان قریباً ساڑھے چار سو گز کا فاصلہ ہے۔ جس پر نہایت خوبصورت بہت بلند بیس بائیس گز چوڑی دو منزلہ گیلری سفید سرخ سیاہ پتھروں کی بنا دی گئی ہے۔ اس کے اونچے اونچے ستون دیدہ زیب چھت۔ مرمریں فرش۔ روشن اور ہوادار گیلری ایک عجب دلکشی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اور صفا مروہ کے سات چکروں کی قریباً پونے دو میل کی سعی اور اس کے باعث پیدا ہونے والی تھکاوٹ کو محسوس بھی نہیں ہونے دیتے۔ صفا مروہ کے درمیان والی گیلری میں وہ جگہ جہاں حاجی دوڑ کر ستر اسّی گز کا فاصلہ طے کرتے ہیں میلین اخضرین کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں نیچے بھی سبز رنگ کے پتھروں کی لائن دونوں طرف سے اور چھت پر بھی سبز رنگ کی چوڑی لائنیں ہیں۔ اور رات میں اس جگہ کو سعی بین الصفا والمروہ میں ممتاز رکھنے کے لئے سبز ٹیوب لائٹ بھی لگائی گئی ہیں۔ رات کو بھی صفا مروہ کی گیلری میں عمرہ اور حج کرنے والے بڑے آرام سے سعی کرتے ہیں۔ گیلری رات کو بجلی کی روشنی سے بقعۂ نور بنا ہوتی ہے

حج کے ایام میں مسجد الحرام کی وسیع وعریض عمارت جب حاجیوں سے بھر جاتی ہے تو صفا مروہ کی گیلری اور مسجد الحرام کے چاروں طرف کے میدانوں میں اور سڑکوں پر بھی اس قدر نمازیوں کا ہجوم ہوتا ہے کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں رہتی اور نمازوں کے اوقات میں ٹریفک دوسرے راستوں پر چلتا ہے تاکہ ٹریفک کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

وہ مقدس مکانات جو خانہ کعبہ کے ارد گرد آباد تھے اور آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کو خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور اس کے اندر عبادت کرنے میں بھی روک بنتے تھے اب ان کے تمام مکانات مسجد الحرام کی وسعتوں میں غائب ہو چکے ہیں۔ دراصل ان کے مکانات اس سرزمین پر قبضۂ مخالفانہ تھا جو ابتدائے آفرینش سے ارض حرم ہے۔ ان کا یہ قبضہ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بعد ختم کر دیا۔ آج یہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور تقدیس ہو رہی ہے

حطیم بیت اللہ کے شمال مغرب کی طرف دار الندوہ ہوتا تھا جہاں اہل مکہ اور سرداران قریش آنحضرت صلعم کو اذیت پہنچانے اور آپؐ کے مشن کی راہ میں کاوش پیدا کرنے کے لئے مجلس منعقد کیا کرتے تھے۔ اب دار الندوہ صحن مسجد کا حصہ ہے پرانی جگہوں پر جہاں منبر، حجرہ ابراہیم، بئر زمزم، باب الشیبہ، دار الندوہ پرانا مطوف ہوا کرتے تھے وہ سب اصل جگہوں سے ہٹا دئے گئے ہیں اور فرش پر صرف ان کے نشان قائم کر دئے گئے ہیں تاکہ زائرین کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جگہوں کی شناخت میں سہولت رہے۔ مقام ابراہیم کی بارہ دری چاہ زمزم کے قریب بنا دی گئی ہے۔ مقام ابراہیم اپنی جگہ پر ہی بہت مختصر بنا دیا گیا ہوا ہے۔

ہمیں حج کے دنوں کے علاوہ مکہ مکرمہ میں چوالیس دن ٹھہرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان ایام کو ہم نے کس طرح گزارا اور مقدس سرزمین میں قیام سے فائدہ اٹھایا یہ بڑے ایمان افروز واقعات ہیں۔ مدینہ منورہ کے قیام کی کیفیت بھی یہی ہے (باقی)

چاند پر انسان کا پہلا قدم بقیہ صـ۲

اُقِّتَتْ کے مبارک الفاظ سے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ ایک ایسا مامور کھڑا ہوگا جسے سب نبیوں کے نام دئے جائیں گے۔ یعنی اس کے متعلق سب سابق انبیاء کی پیشگوئیاں ہوں گی۔ جو اس کے ظاہر ہونے سے پوری ہوں گی اور ان کا کامل مصداق ہوگا۔

تعجب کا مقام ہے کہ اس موقعہ پر بعض لوگ جو بات کے صرف ایک ہی رُخ کو دیکھتے ہیں اور دُوسرے اہم پہلو پر نہ غور کرتے ہیں اور نہ غور کرنا چاہتے ہیں۔ اس طور کے استدلال پر عجیب طرح سے گرہ لگا کر کہتے ہیں:۔

"بعض لوگوں کو یہ خبط ہے کہ دُنیا میں جو سائنسی انکشاف ہوتا ہے اس کی تلاش قرآن کریم میں شروع کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن نہ سائنس کی کتاب ہے نہ طب اور انجینئرنگ کی۔ وہ انسان کے کردار کو درست کرنے والی اور خیر و شر کے نتائج سے آگاہ کرنے والی کتاب ہے۔ مولانا آزاد نے ..... لکھا تھا کہ قرآن اس لئے نہیں آیا کہ وہ دریائے نیل کا مخرج دریافت کرے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ نجات کے سرچشموں سے پردہ اٹھائے اور نیکی بدی میں امتیاز قائم کرے۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۳/۷/۶۹)

قرآن کریم کی بیان کردہ پوزیشن سے ہمیں بھی انکار نہیں۔ لیکن جس صورت میں کہ مغربی اقوام کے ذریعہ اس زمانہ میں غیر معمولی قسم کے ذہنی اور طبعی انقلابات لائے گئے جن کے نتیجہ میں دُنیا والوں کا ان سے متاثر ہو کر تثلیث پرستی سے لیکر الحاد و بے دینی تک کے خطرناک فتنوں میں مبتلا ہو جانا تھا۔ ناممکن ہے کہ قرآن کریم اور ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس پہلو سے قطعی خاموش ہوتے اور اس بارہ میں صحیح راہنمائی نہ کی گئی ہوتی ——!!

بیشک چاند ستاروں میں انسان کے پہنچ جانے میں کامیابی یا ناکامی کا انسان کی رُوحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جب اس نوع کی فتوحات حاصل کر لینے کو فکری طور پر دہریت کی تبلیغ کا ذریعہ بنا لیا جائے تو جس کتاب نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

(سورۃ الحجرات آیت ۲۲)

کیوں نہ اس کتاب اور سرچشمہ صداقت سے اس بات کی کھوج کی جائے کہ متعلقہ موضوع کی حد تک قرآن کریم میں زمانہ حاضرہ کی باتوں کے سلسلہ میں اصولی راہنمائی ضرور ہوگی۔ چنانچہ یہ قرآن کریم ہی کی مبارک کتاب ہے جس نے ان فتنوں کی ابتداء۔ عروج اور پھر انجام تک کی خبریں پوری تفصیل کے ساتھ دی ہیں۔ اس وقت ان کا عروج تو سب کے سامنے ہے مگر ہولناک انجام سے سب ہی غافل اور بے پرواہ ہیں۔ ان لوگوں نے سچے خدا کو چھوڑ کر مادہ کو سب کچھ بنا لیا ہے۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جو ان لوگوں کو چیلنج دیتے ہوئے ان کے حسرتناک انجام کی ان الفاظ میں خبر دیتا ہے:۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ اَنْتُمْ لَہَا وَارِدُوْنَ ○ لَوْ کَانَ ہٰٓؤُلَآءِ اٰلِہَۃً مَّا وَرَدُوْہَا وَکُلٌّ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ○ (انبیاء آیت ۹۹-۱۰۰)

"یاد رکھو تم بھی اور جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے سب کے سب جہنم کا ایندھن بنو گے۔ اور تم سب اُس میں داخل ہوگے۔ اگر یہ ہستیاں جن کو یہ لوگ بمنزلہ معبود بناتے ہیں واقعہ میں معبود ہوتیں تو کبھی وہ جہنم میں نہ جاتیں بہرحال اُن سب کو مدتوں اس حالت میں رہنا ہوگا——"

ایسی ہولناک بربادی اور ہلاکت سے مخلصی کی ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے سچے خدا کے ساتھ تعلق پیدا کر لینا۔ اس کے ساتھ صلح کر لینا۔ اگر دنیا والے اس طرف توجہ کریں گے تو وہ ہولناک تباہی جو اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے، قادر و توانا خدا کی طرف سے ہٹالی جائے گی۔ یہی وہ اہم بات ہے جس کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے حضرت امام جماعت احمدیہ نے جولائی ۱۹۶۷ء میں یورپ کا سفر کیا۔ اور مغربی اقوام کو اُن کے گھر پر جا کر آنے والی آفت سے متنبہ کیا اور اصلاحِ احوال کی طرف توجہ دلائی۔

الغرض چاند پر انسان کا یہ پہلا قدم اس کے لئے خیر و برکت کا بھی ذریعہ بن سکتا ہے جبکہ وہ اپنے خدا کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرے اور اس کے غضب کو دور کر کے اُسے راضی کر لے ورنہ یہی قدم نافرمان لوگوں کی عبرتناک تباہی اور ہولناک بربادی کا بھی باعث بن سکتا ہے!!

مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں کو توجہ سے سُنتا اور آنے والی تقدیر کے لئے ابھی سے تیاری کرتا اور خدا کے غضب سے بچنے کی راہ نکالتا ہے۔

جزیرہ ماریشس میں تبلیغ اسلام ...... بقیہ صفحہ اوّل

۱۵؍ جون اتوار کا دن تھا۔ جس میں عام تعطیل کی وجہ سے ہر ایک نے اپنے گھریلو کاموں کی انجام دہی یا آرام اور تفریح وغیرہ کا پروگرام بنایا ہوتا ہے۔ مگر اس روز تمام احمدی احباب نے اپنے سب قسم کے کاموں کو ملتوی کر کے سارا دن بخوشی تبلیغ کے لئے وقف کیا۔ اس دن اتفاق سے دن کا اکثر حصہ ہلکی ہلکی بارش بھی ہوتی رہی اور پچھلے پہر ماریشس کی قومی فٹ بال چیمپین شپ کا یہاں کے پُرفضا مقام کیوپ پ (Cure pipe) میں فائنل مقابلہ بھی تھا جو مسلم سکاؤٹس اور پولیس کے درمیان تھا۔ اور اس قومی مقابلے کو دیکھنے کا شوق بھی اکثر نوجوانوں میں تھا۔ تاہم خدا کے فضل سے تمام چھوٹے بڑے مجاہدین بڑے انہماک سے اپنے کام میں معروف رہے۔ جو لوگ میچ دیکھنے نہیں گئے وہ شام تک تقسیم لٹریچر کے کام میں مشغول رہے۔ چنانچہ بفضلہ ایک دن میں مجموعی طور پر گیارہ سو روپے کا لٹریچر فروخت ہوا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ مفت تقسیم کئے گئے۔

اس دفعہ یوم التبلیغ کے سلسلہ میں ایک نیا تجربہ بھی کیا گیا۔ جو یہ تھا کہ نوجوانوں کے ایک گروپ کو روز ہل مارکیٹ میں تقسیم اور فروخت لٹریچر کے لئے متعین کیا گیا۔ چنانچہ اس کا بڑا حوصلہ افزا نتیجہ برآمد ہوا۔ اور کافی لٹریچر فروخت ہوا۔ دوران تقسیم لٹریچر بعض عیسائیوں اور بہائیوں نے یہ کہہ کر اسے خریدنے یا لینے سے انکار کیا کہ ہمارے پادریوں اور علماء نے آپ کے لٹریچر کے مطالعہ سے منع کیا ہوا ہے۔ لہذا ہم نہیں لیں گے۔ ان لوگوں کا اس بناء پر انکار کرنا دراصل احمدیت کے مقابل پر ان کی شکست کی کھلی دلیل ہے۔ تاہم بیشتر عیسائیوں اور ہندوؤں نے ہمارا لٹریچر خریدا بھی اور ہماری اس پُرامن پیغام امن پہنچانے کی جدوجہد کو سراہا بھی۔ اللہ تعالیٰ تمام سعید روحوں کو اسلام کے نور سے منور فرمائے۔ اور انہیں قبولِ حق کی توفیق بخشے آمین۔

یوم التبلیغ کے سلسلہ میں احباب کے جذبۂ اخلاص و قربانی کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ اس مبارک فریضہ کی انجام دہی کے لئے بعض دوستوں کی خدمت میں ایک دن کے لئے اپنی کار وقف کرنے کی اپیل کی گئی تھی چنانچہ خدا کے فضل سے دوستوں نے ۲۰ کاریں اس کارِ خیر کے لئے سارا دن وقف رکھیں اور پٹرول کا خرچ اور کھانے پینے کے تمام اخراجات خود برداشت کئے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

بعض مقامات پر غیر از جماعت بھائیوں نے بھی پیغام حق پہنچانے میں احمدی دوستوں کا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

مقررہ پروگرام ختم ہونے پر جملہ تبلیغی گروپوں کے انچارج دار السلام روز ہل پہنچ کر اپنے اپنے کام کی رپورٹ پیش کرتے رہے۔ ہم نے جذبۂ مسابقت پیدا کرنے کے لئے یہ اعلان کیا تھا کہ یوم التبلیغ کو جو گروپ سب سے زیادہ کتب اور لٹریچر فروخت اور تقسیم کرے گا اُسے سیرۃ النبیؐ کانفرنس کے موقعہ پر انعام بھی دیا جائے گا۔ چنانچہ مورخہ ۱۹؍ جون کو پلازا ہال روز ہل میں سیرۃ النبیؐ کے عظیم الشان اجلاس کے موقعہ پر جن چار گروپوں نے عمدہ کام کیا تھا انہیں انعامات بھی دئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سب حصہ لینے والوں کو بہترین اجر عطا فرمائے آمین۔

بالآخر احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ماریشس کے احمدی احباب کے جذبۂ قربانی، ایمان و اخلاص اور رُوحانی و جسمانی ترقیات کے لئے ہمیشہ دُعا فرماتے رہیں تا اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں جلد سارا ماریشس اسلام کے حقیقی نُور سے منور ہو جائے۔ اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

محررین کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر میں بعض آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے میٹرک پاس تجربہ کار ہوشیار جو اُردو انگریزی لکھ پڑھ سکتے ہوں اور حساب کتاب کا علم اچھا ہو ضرورت ہے۔ مرکز میں رہائش رکھنے والے احمدیوں کیلئے نادر موقعہ ہے۔ سلسلہ کی خدمت کا شوق رکھنے والے احباب اپنی خود نوشتہ درخواستیں مع نقول سرٹیفیکیٹ تعلیمی اور پریذیڈنٹ یا امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ کہ ان کا چال چلن اور دینداری کی حالت معیاری ہے اور جسمانی صحت اچھی ہے بھجوائیں۔ ان آسامیوں پر کام کرنے والوں کو ابتداءً مبلغ ۷۵/ روپیہ ماہانہ تنخواہ بالمقطعہ دی جائیگی اور سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۹۰-۴-۱۳۰-۵-۱۶۰-۶-۲۲۰ کا گریڈ دیا جائیگا۔ حقوق پنشن اور پراویڈنٹ فنڈ اُن کو حاصل ہوں گے۔ — ناظر اعلیٰ قادیان

بقایا دار احباب اور جماعتوں کی فوری توجہ کیلئے

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی اوّل ختم ہو چکی ہے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو سہ ماہی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے نظارت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجوائی جارہی ہے۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ موجودہ تین ماہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں بھی لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ عہدیداران مال اور ایسے بقایا دار احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور علیہ السلام چھ ماہ کے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعتی نظام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ لہٰذا جملہ بقایا دار افراد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے اصولی ارشاد کی روشنی میں اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کا جلد جائزہ لیں۔ اور اس بات کا تہیہ کر لیں کہ وہ نہ صرف موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے۔ بلکہ گزشتہ بقایا کی طرف بھی عملی قدم اٹھا کر ذمہ داری کا ثبوت دیں گے۔ تاکہ ان کے چندوں کا حساب صاف ہو سکے۔

عہدیداران مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار دوستوں کو ان کے ذمہ بقایا کی وصولی کے لئے خاص کوشش اور جدوجہد کریں تاکہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام جماعتوں کے سو فیصدی چندہ کی وصولی ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام دوستوں اور عہدیداروں کو اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق بخشے اور سب کا حافظ و ناصر ہو آمین ؇

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ہر احمدی ہجومِ مشکلات کے باوجود والہانہ طور پر قربانی پیش کرے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـــ اَلصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ ـــ اللہ تعالیٰ کی راہ میں عزیز اموال خرچ کرنا انسان کی اعلیٰ ایمانی حالت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے متعلق جو مالی قربانی سے گریز کرتے ہیں فرمایا کہ :-

"وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

پس وہ احمدی احباب بہت ہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عزیز اموال اشاعتِ اسلام کے لئے پیش کر دئے اور ان کے پیش کردہ اموال کی مثال اس دانے کی مانند ہے جس سے سات بالیاں اُگتی ہیں اور پھر ایک بالی سے سو دانے پیدا ہوتے ہیں۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اموال میں اس نسبت سے بھی کئی گنا برکت ڈالی جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور اشاعتِ اسلام کا صدقہ جاریہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ہر احمدی نے ہجومِ مشکلات کے باوجود والہانہ طور پر اپنی جس قربانی کو بصورتِ "وعدہ" حضور اقدس کی خدمت میں پیش کیا تھا اُسے جلد ادا کر دے۔ تاکہ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جن دوستوں اور جماعتوں کے وعدے سو فیصدی داخلِ خزانہ ہو جائیں گے، اُن کے نام بغرضِ دعا پیش کر دئے جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کا اصل حل دیوانہ وار قربانی پیش کرنے میں ہے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُسْتَعَانُ ؇

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران

جماعت احمدیہ چک ایمرچھ (کشمیر)

صدر	مکرم راجہ خیر احمد خان صاحب
نائب صدر	" رحمت اللہ خان صاحب لون
سیکرٹری مال	" محمود احمد صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت	" صادق احمد صاحب
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ	" ماسٹر عبد القیوم صاحب
سیکرٹری امور عامہ	" رحمت اللہ خان صاحب
نائب " " "	" الطاف احمد صاحب
محصل	" عبد القیوم صاحب
نائب محصل	" صفی اللہ صاحب

ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست دعا

میرے والد محترم جناب حاجی منشی شمس الدین صاحب عرصہ ایک ماہ سے کھانسی۔ بخار اور دمہ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اب ان کو بہتر علاج کی خاطر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ تمام احباب کرام اور درویشانِ قادیان کی خدمت میں خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
فیروز انور۔ کلکتہ۔

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرما لیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA—1

تار کا پتہ {"AUTOCENTRE"} فون نمبرز {23—1652 / 23—5222}

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر بریگیڈ۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰-اے رگھبو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵، فون نمبر 24-3272

تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ

شوروم: ۱۰/۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱، فون نمبر 34-0401

اخبار بدر کے سالانہ چندہ میں اضافہ

بڑھتی ہوئی گرانی اور ہر چیز کی قیمتوں میں اضافہ کے پیشِ نظر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اخبار بدر کے سالانہ چندہ کی شرح یکم اگست سے آٹھ روپے سے بڑھا کر دس روپے کر دی ہے۔ ممالک بیرون سے ۲۰ روپے سالانہ۔ اسلئے آئندہ جملہ خریدار حضرات اسی حساب سے اپنے چندہ کی ترسیل کریں۔

منیجر بدر